جلد-۲

احمدی - [illegible]

۳۴۹۵ سے ۳۴۹۹

۱۹۱۲ء

بڑا دجل امرت سری کا ذب متقی کا ہے۔ کہ سیاہ جھوٹ بولکر حضرت مسیح موعود پر افترا کرتا ہے۔ کسی جگہ حضرت اقدس نے نہیں فرمایا کہ "میری دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے"۔ بھلا ایسا دعوی ایک مامور من اللہ کرسکتا ہے؟ ہرگز نہیں! حضور علیہ السلام نے جابجا بڑی وضاحت سے کھول کھول کر شائع کر دیا ہے کہ کثرت سے خدا میری دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور بعض دفعہ کسی مصلحت سے نہیں بھی کرتا چنانچہ اصل عقیدہ و مذہب حضور کا یہ ہے کہ

"یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خیال کہ مقبولین کی ہر ایک دعا قبول ہو جاتی ہے۔ یہ سراسر غلط ہے بلکہ حق بات یہ ہے کہ مقبولین کے ساتھ خدا تعالی کا دوستانہ معاملہ ہے کبھی وہ ان کی دعائیں قبول کر لیتا ہے۔ اور کبھی وہ اپنی مشیت اُن سے منوانا چاہتا ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ دوستی میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ بعض وقت ایک دوست اپنے دوست کی بات کو مانتا ہے۔ اور پھر دوسرا وقت ایسا ہی آتا ہے کہ اپنی بات اُس سے منوانا چاہتا ہے"۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۹)

اور پھر دوسرے موقع پر اسی کتاب میں فرماتے ہیں۔

"یاد رہے کہ خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کیلئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے۔! اگرچہ دعا

کا قبول ہو جانا ہر جگہ لازمی امر نہیں خدا عزوجل اپنی مرضی
بھی اختیار کرتا ہے۔ لیکن اس میں کچھ بھی شک نہیں کہ
مقبولین حضرت عزت کیلئے یہ ہی ایک نشان ہے کہ
بہ نسبت دوسروں کے کثرت سے اُن کی دعائیں
قبول ہوتی ہیں۔ اور کوئی استجابت دعا کے مرتبہ میں اُن
کا مقابلہ نہیں کر سکتا" بلفظہ صفحہ ۳۲۱

اسی کتاب میں تیسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ
"میرا صدہا مرتبہ کا تجربہ ہے کہ خدا ایسا کریم و رحیم ہے کہ جب
اپنی مصلحت سے ایک دعا کو منظور نہیں کرتا تو اُس کے
عوض میں دوسری دعا کو قبول کر لیتا ہے۔ جو اُس کی
مثل ہوتی ہے" بلفظہ صفحہ ۳۲۷

پھر ایک جگہ رسالہ "فیصلہ آسمانی" مطبوعہ بار سوم ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۱۹
پر فرماتے ہیں کہ
"یہ بات ایک معرفت کا دقیقہ ہے کہ مقبولوں کی قبولیت
کثرت استجابت دعا سے شناخت کی جاتی ہے۔ یعنی
اُن کی اکثر دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ نہ یہ کہ سب
کی سب قبول ہوتی ہیں" بلفظہ الشریف صفحہ ۱۹

اور پھر ایک اشتہار میں جو سید مرحوم کے نام ۱۲ مارچ ۱۸۹۷ء
کو دیا تھا فرماتے ہیں۔ کہ

"سید صاحب اپنے رسالہ الدعا و الاستجابت مین اس اس بات سے انکاری ہین۔ کہ دعا مین جو کچھ مانگا جائے وہ دیا جائے اگر سید صاحب کی تحریر کا یہ مطلب ہوتا۔ کہ ہر ایک دعا کا قبول ہونا واجب نہین بلکہ جس دعا کو خدا تعالیٰ قبول فرمانا اپنی مصالح کی رو سے پسند فرماتا ہے۔ وہ دعا قبول ہو جاتی ہے۔ ورنہ نہین تو یہ قول بالکل سچ ہوتا" بلفظہ الشریف تریاق القلوب ص۱۵!

اخبارات منقولہ بالا سے یہ امر آفتاب سے بھی زیادہ روشن ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا قبولیت دعا کے متعلق یہی مذہب ہے کہ اکثر دعائین مقبولین کی قبول ہوتی ہین بعض کسی مصلحت الٰہی کی وجہ سے قبول نہین بھی ہوتین پس ثنائی کذب بیانی کا راز فاش ہو گیا۔ جو اس نے حضور علیہ السلام پر افترا کیا تھا۔ کہ مرزا صاحب نے بطور اصول کلیہ کے لکھا ہے کہ "میری دعا ہمیشہ قبول ہوتی ہے" زیادہ اس پر اب لکھنے کی ضرورت نہین اسلئے ہم سابقہ بحث کی طرف آتے ہین۔ اور یہ بتاتے ہین کہ ۵ اپریل والے اشتہار مین جو دعا بغرض فیصلہ مرزا صاحب علیہ السلام نے فرمائی تھی۔ اُس کی قبولیت سے ہم انکاری نہین جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا ہوا امرتسری شنال کی بیہودہ قیل و قال اور دجالانہ چال کا ماحصل یہ ہے کہ جب کہ عام طور پر مرزا صاحب

سے خدا کا وعدہ ہے کہ تیری سب دعائیں قبول کرونگا۔ تو یہ دعا تو مخالف کے مقابلہ میں تھی جس پر مرزا صاحب کے صدق کا مدار تھا۔ ضرور قبول ہونی چاہیے تھی اور قبول ہوئی۔ احمدی بلا وجہ اس کی قبولیت سے انکار کرتے ہیں۔ اس بارے میں

ہمارا جواب یہ ہے

کہ کوئی احمدی اس دعا کی عدم قبولیت کا اقراری نہیں تمہارا ہی شیوہ ہے۔ کہ افترا پر افترا کرتے جانا اور یصدون عن سبیل اللہ کی ڈیوٹی بجا لانا۔ یہ اعتراض موقوف ہے۔ احمدیوں کے عدم قبولیت دعا کے اقرار پر۔ پس جب تک موقوف علیہ کا ثبوت نہ دو اعتراض مذکور فضول اور بیہودہ گوئی ہے۔ ہم بڑی دلیری اور جرأت سے تسلیم کرتے ہیں۔ کہ مسیح موعود علیہ السلام کی دعا فیصلہ منظور ہوئی قبول ہوئی لاریب فیہ ہر کہ شک آرد کافر گردد مگر صرف تمہاری سمجھ اور تمیز کا قصور ہے۔ کہ سوء فہم سے دعا فیصلہ اور دیگر امورات دیباچہ مندرجہ اشتہار مدعی کو ایک سمجھ لیا ہے۔ کان کھول کر سنو! کہ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۰۷ء والے اشتہار میں مدعی نے چھ امر بیان کئے ہیں۔ اور وہ سب جدا جدا ہیں۔ پہلے شروع میں ایک تمہید ہے اس کے بعد دعا مباہلہ ہے آگے عرض حال ہے پھر بعد ازاں درخواست فیصلہ ہے

ہے جس کے ساتھ ہی صورت فیصلہ کی تمنا و استدعا ہے آخر مین مدعا علیہ سے التماس ہے۔ اب ہم ان سب کو علیحدہ علیحدہ نقل کر کے بتلاتے ہین۔ سنئے۔

تمہیدیہ ہے

جو شروع اشتہار مین ہے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب مدت سے آپکے پرچہ اہل حدیث مین میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ مین مردود کذاب۔ دجال۔ مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہین۔ اور دنیا مین میری نسبت شہرت دیتے ہین کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے۔ اور اس شخص کا دعوی مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے۔ مین نے آپ سے بہت دکھ اوٹھایا۔ اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ مین دیکھتا ہون کہ مین حق کے پھیلانے مین مامور ہون۔ اور آپ بہت سے افترا میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہین۔ اور مجھے اُن گالیون اور اُن تہمتون اور اُن الفاظ سے یاد کرتے ہین۔ کہ جن سے بڑھکر کوئی لفظ سخت نہین ہوسکتا۔ اگر مین ایسا ہی کذاب اور مفتری ہون جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ مین مجھے یاد کرتے ہین تو (بشرط منظوری مباہلہ مندرجہ اشتہار ہذا۔ اکمل) مین آپ کی زندگی مین ہی ہلاک ہوجاؤن گا۔ کیونکہ مین جانتا ہون کہ مفسد اور کذاب

کی بہت عمر نہیں ہوئی۔ اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے
اشد دشمنون کی زندگی مین ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور
اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندون کو تباہ نہ
کرے۔ اور مین اگر کذاب اور مفتری نہیں ہون اور خدا کے مکالمہ اور
مخاطبہ سے مشرف ہون اور مسیح موعود ہون تو مین خدا کے فضل
سے امید رکھتا ہون کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے
نہیں بچینگے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھون سے نہیں۔ بلکہ
محض خدا کے ہاتھون سے ہے۔ جیسے طاعون۔ ہیضہ وغیرہ مہلک
بیماریان آپ پر (بشرط منظوری دعاء مباہلہ مندرجہ اشتہار ہذا)
میری زندگی مین ہی وارد نہ ہوئی تو مین خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں
یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر
مین نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔" بلفظہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء
اس تمہید مین بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ امرتسری مکذب کو خطاب
کر کے بتایا گیا ہے۔ کہ تم جو ہمیشہ تکذیب کرتے ہو اور صد عن سبیل اللہ
پر کمر باندھے رہتے ہو۔ اور بدزبانی سے باز نہیں آتے۔ اور مجھے
دعوی مسیحیت اور مہدویت مین مفتری علی اللہ سمجھتے ہو۔ پس اگر مین
واقعی مفتری علی اللہ ہون۔ تو مین دعاء مباہلہ جو اس تمہید سے آگے
آتی ہے (اور اس کے لئے ہی یہ تمہید لکھی گئی ہے) کرتا ہون۔ پس اگر تم
منظور کر لوگے اور اس پر بلا رد و انکار دستخط کر دوگے۔ تو یاد رکھنا۔ کہ

خدا تعالیٰ صادق کی زندگی میں ہی کاذب مباہل کو ہلاک کر کے صادق
کی صداقت پر مہر کر دیگا۔ اس تمہید میں نہ تو کوئی دعا ہے۔ نہ کوئی
التجا ہے نہ کوئی درخواست صرف بر بنا قانون الٰہی کہ مباہلہ کرنے والوں
میں سے کاذب صادق کی زندگی میں ہلاک ہوا کرتا ہے۔ اپنے
یقین اور عقیدہ کا اظہار اس تمہید میں کیا ہے۔ اس کا یہ مطلب
نہیں کہ کذاب بلا مباہلہ کرنیکے ہی صادق کی زندگی میں مرجاتا ہے۔ یہاں پر
کاذب کا صادق کی زندگی میں مرجانا محض اس لئے بیان کیا ہے۔ کہ
اس سے آگے دعا مباہلہ آتی ہے۔ اس کو اگر انشاء اللہ قبول کریگا
تو ایسا ہوگا۔ اسی لئے ساتھ ہی یہ ظاہر کر دیا کہ یہ کوئی الہامی پیشگوئی
یا قطعی فیصلہ خدائی نہیں۔ بلکہ دعا کرتا ہوں جو بشرط منظوری نتائج اُس
کا اثر صادق و کاذب پر ظاہر ہو جائے گا۔ اس تمہید میں چار باتیں
حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رقم فرمائی ہیں جن کو دجالی
گروہ مع دجال اکبر کے اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں
اس لئے ہم اُن کا فیصلہ بیان کر کے پھر آگے چلیں گے۔

امر اول۔ جو اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ آپ
ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں۔ تو میں آپ کی زندگی
میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ (کس صورت میں جب کہ تم مجھ
سے مباہلہ منظور کر لو گے۔ احمدی)

امر دوم کیونکہ میں جانتا ہوں مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں۔

ہوتی۔ اور وہ حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی مین ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے" (یعنی وہ مفسد اور کذاب جو مدعی نبوت کا ذبہ ہو۔ اتنی لمبی عمر بعد مہلت نہین پاتا جتنی کہ خداوند کریم نے مجھ اپنے فضل سے بعد دعوے الہام عطا فرمائی ہے۔ جو مرے صدق کی دلیل ہے۔ احمدی)

سوم "اور مین اگر کذاب اور مفتری نہین اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہون۔ اور مسیح موعود ہون تو مین خدا کے فضل سے امید رکھتا ہون کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہین بچینگے" (یعنی بصورت انکار از مباہلہ بھی بموجب اس سنۃ اللہ کے جو قرآن مین ہے کہ کیف کان عاقبۃ المکذبین آپ سزایاب ہونگے۔ احمدی)

چہارم پس اگر وہ سزا جو محض خدا کے ہاتھوں سے ہے یعنی طاعون ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی مین ہی وارد نہوئی۔ تو مین خدا تعالی کی طرف سے نہیں" (بشرطیکہ تم معاہدہ مباہلہ پر دستخط کر دو۔ احمدی)

نمبر سوم کے سوا باقی تین نمبرون کو حضرت مرزی نے اپنے مرقع ستمبر ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۲ پر نقل کرکے مدار فیصلہ و بنا ر گفتگو قرار دیا ہے۔

مگر ان پر نظر ڈالنے سے بجز اس کے کہ مدعی نے اپنا خیال اور عقیدہ جو قانون الٰہی سے ماخوذ ہے بیان کیا ہے۔ اور کچھ بھی نہیں ثابت ہوتا کیونکہ اگر اس کا یہ مطلب لیا جاوے کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا مذہباً یہی عقیدہ ہے کہ ہر ایک مفسد و کذاب صادق کی زندگی میں مر جاتا ہے۔ تو از سر تا پا غلط ہے۔ اور اگر یہ ہے کہ ثنائی مقدمہ میں خاص طور پر مرزا صاحب نے ایسا فرمایا ہے کہ ثناء اللہ میری زندگی میں ضرور مر جائیگا۔ تو یہ بھی غلط ہے۔ لہٰذا ہم تین تنقیحیں قائم کر کے اس کا فیصلہ سناتے ہیں۔

تنقیح اول۔ آیا حضرت اقدس مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ مذہب یا عقیدہ یا دعویٰ عام ہے کہ ہر ایک مفسد اور کذاب صادق کی زندگی میں ہی مر جایا کرتا ہے۔ (جیسا کہ دجالی گروہ کہتا ہے)

تنقیح دوم اگر یہ دعویٰ نہیں تو ۱۵ اپریل والے اشتہار متنازعہ کے اس فقرہ کا کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور وہ آخر شد دشمنوں کی زندگی میں ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ کیا مطلب ہے یعنی کس قسم کا مفسد اور کذاب اور کتنی عمر مراد ہے؟

تنقیح سوم اگر مرزا صاحب کا یہ مذہب ہے کہ ہر ایک مفسد و کذاب کا صادق کی زندگی میں مر جانا ضروری نہیں تو پھر

یہ کیوں لکھا کہ "اگر میں مفتری ہوں تو ثناء اللہ کے سامنے
ہلاک ہو جاؤں گا۔ اور اگر ثناء اللہ کاذب ہے تو وہ میری
زندگی میں طاعون سے ہلاک ہو گا۔ ورنہ میں خدا کی طرف
سے نہیں" کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ خاص اس
مقدمہ میں مرزا صاحب نے یہ معیار صدق ٹھیرا لیا ہو؟

جواب تنقیح اول: بار ثبوت دجالی پارٹی کے ذمہ ہے۔ کیونکہ وہی یہ دعویٰ
کرتے ہیں۔ کہ مرزا صاحب کا عام اصول ہے۔ کہ ہر ایک جھوٹا سچے کی
زندگی میں مر جایا کرتا ہے۔ جیسا کہ برادر شغال حکیم محمد الدین غیر مقلد
امرتسری نے اہل حدیث پریس میں ایک اشتہار "کرشن
قادیانی کی نرالی چال" کی سرخی سے بلا تحریر تاریخ اسی اشتہار مورخہ
۱۵ اپریل والے کے جواب میں دجال اکبر امرتسری کے ایما
سے دیا تھا چنانچہ اُس میں یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ

"یہ بات کرشن جی ہمیشہ کہا کرتے ہیں اور اُن کی ذرّیت
لوگوں کو کہا کرتے ہیں کہ جھوٹا سچے سے پہلے ہلاک
ہوا کرتا ہے" بلفظہ سطر ۲

اور حامی شغال عبد الحق سرہندی کذب کی نجاست پر منہ مارتا ہوا
بہ تصدیق کذاب اکبر امرتسری کے لکھتا ہے کہ

"آج کل اکثر مرزائی تحریرات کا ماحصل ہوتا ہے۔ کہ جھوٹا
سچے کی زندگی میں ضرور ہلاک ہو جاتا ہے مرزا صاحب

اور مرزائیوں سے یہ سوال ہے کہ اگر جھوٹے کا سچے کی زندگی
میں مرنا واقعی ضروری اور قانون الہٰی ہے جیسا کہ
آپ کی تحریرات سے ثابت ہوتا ہے" بلفظہ
بقدر الحاجۃ مرقع ستمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۴

اکذب الناس امرت سری خناس اپنے مراسلہ مندرجہ وطن مورخہ
۲۶ اپریل ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۱۱ پر لکھتا ہے کہ

"مرزا صاحب ہمیشہ یہی بردا برو لگاتے ہیں۔ کہ آؤ
جھوٹا سچے سے پہلے مر جائیگا" بلفظہ

یہ ہے شغال اور برادر شغال اور حامی شغال کا دعویٰ جن پر ہم نے بحروف جلی لکھ کر خط کھینچ دیا ہے۔ مگر یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ دلیل کسی کے پاس نہیں لہذا دعوی بے دلیل مثل گوز شتر ہوتا ہے جس پر توجہ کرنے کی بھی ضرورت نہیں بجز اس کے کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین جواب میں لکھدیا جاوے۔ اور کسی تردیدی جواب کی حاجت نہیں۔ مگر ہم امرت سری شغال اور اس کے حامیان بدخصال کو بڑی تحدی اور سختی سے

چیلنج انعامی یکصد روپیہ

دیتے ہیں کہ اگر وہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی پاک جماعت یعنی خدام ذوالاحترام کی تحریروں سے کہیں یہ دکھلا دیں

کہ وہ جھوٹے کا سچے کی زندگی میں بغیر مباہلہ کئے مرجانا یہ مرزا صاحب کا عام اصول اور کلیہ ہے۔ تو انعام موعودہ حاصل کریں۔ ورنہ ڈوب مریں۔ اور اپنے پیرو کذاب اکبر کا یہ فتویٰ اپنے حق میں صادر کریں جو مرقع ستمبر ۱۹۱۰ء کے صفحہ ۹ پر لکھا ہوا ہے کہ

"جھوٹ بولنا نجس کھانے کی برابر ہے"

کوئی ہے جو یہ دجالی دعویٰ ثابت کر کے انعام پاوے۔؟ کوئی نہیں! جو ثابت کرنے کیلئے ہمارے سامنے آوے!

بس ہم تنقیح اول برخلاف ثناء اللہ ایڈیٹر کو فیصل کرتے ہیں۔ کیونکہ کمیٹی مذکور کی طرف سے اس کا کوئی ثبوت پیش نہیں ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صاف لفظوں میں کھول کر فرما دیا ہے۔ کہ ہمارا مذہب یا عقیدہ یہ نہیں ہے نہ ہم نے کسی تحریر یا تقریر میں ایسا کہا ہے۔ کہ "ہر ایک جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجایا کرتا ہے"۔ ہاں ہم نے یہ ضرور کہا ہے کہ مباہلہ کرنے والوں میں سے جھوٹا سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاتا ہے چنانچہ بپاس خاطر ناظرین ہم وہ تقریر مبارک یہاں نقل کر دیتے ہیں حضور علیہ السلام نے ۲ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو بوقت سیر ایک خادم کے سوال پر جو کہ اس نے کسی مخالف کی طرف سے پیش کیا تھا۔ فرمایا۔

"یہ کہاں لکھا ہے کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں مرجاتا ہے

ہم نے تو اپنی تصانیف مین ایسا نہین لکہا۔ لاؤ پیش کرو وہ کون سی کتاب ہے۔ جس مین ہم نے ایسا لکہا ہے۔ ہم تو یہہ لکہا ہے کہ مباہلہ کرنیوالون مین سے جو جہوٹا ہو وہ سچے کی زندگی مین ہلاک ہوجاتا ہے۔ یہ بات کہ جہوٹا سچے کی زندگی مین مرجاتا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب اعدا انکی زندگی مین ہی ہلاک ہوگئے تہے بلکہ ہزارون اعدا آپ کی وفات کے بعد زندہ رہے تہے ہان جہوٹا مباہلہ کرنے والا سچے کی زندگی مین ہی ہلاک ہوا کرتا ہے۔ ایسے ہی ہمارے مخالف بہی ہمارے مرنیکے بعد زندہ رہینگے۔ ہم تو ایسی باتین سنکر حیران ہوتے ہین۔ دیکہو ہماری باتون کو کیسے الٹ پلٹ کر پیش کیا جاتا ہے۔ اور تحریف کرنے مین وہ کمال حاصل کیا ہے۔ کہ یہودیون کے بہی کان کاٹ دئے ہین۔ کیا یہ کسی نبی ولی قطب غوث کے زمانہ مین ہوا۔ کہ انکے سب اعدا مرگئے ہون بلکہ کافر منافق باقی رہ ہی گئے تہے۔ ہان اتنی بات صحیح ہے۔ کہ سچے کے ساتہہ جو جہوٹے مباہلہ کرتے ہین۔ تو وہ سچے کی زندگی مین ہی ہلاک ہوتے ہین۔ ایسے اعتراض کرنیوالے

پوچھیں کہ یہ ہم نے کہاں لکھا ہے کہ بغیر مباہلہ کرنے کے
ہی جھوٹے سچے کی زندگی میں تباہ اور ہلاک ہو جاتے
ہیں۔ وہ جگہ تو نکالو جہاں یہ لکھا ہے۔ بلفظ الحکم نمبر ۳۹
جلد ۱۱ مورخہ ۱۰ ار اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۹

اس تقریر سے جو کہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء والے اشتہار سے ساڑھے
پانچ ماہ بعد کی ہے۔ تمام ثنائی دجل پارہ پارہ ہو گیا۔ اور بخوبس بابٹی
کے ہاتھ میں کچھ بھی نہ رہا۔ اس جگہ مناسب ہے کہ ہم ایک ایسا ہو
مسلہ ثنائی پیش کریں جس سے دجالی گروہ کی جڑ ہی کٹ جائے
اور وہ اصول موضوعہ ثنائی یہ ہے کہ

(۴) ہر ایک کلام کے صحیح معنی وہی ہونگے۔ جو متکلم آپ بیان
کرے یا اُس کے منشا، اور حیثیت کے مطابق ہوں۔
متنازعہ کلام کے متصل ہی متکلم کا بیان ہو یا آگے پیچھے
بیان حالی ہو یا مقالی یعنی وہ اپنے کلام کا مطلب لفظوں
میں بتلاوے۔ یا اُس کی وضع اور طریق برتاؤ سے ظاہر ہو۔"
بلفظ ترک اسلام بار دوم صہ ۲۵

الحمد للہ کہ مخالف کے قول سے ہی تنقیح اول کا بحق حضرت مسیح موعود
علیہ السلام بخلاف ثنائی کمپنی فیصلہ ہو گیا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل والے میں جو اس قسم کے فقرات
ہیں جن کا یہ مطلب بتایا جاتا ہے کہ بہر صورت کذاب صادق کی

زندگی مین ہی ضرور مرتا ہے" ایسے کلام کے صحیح معنی وہی ہین جو متکلم نے ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۶ء کو آپ بیان فرمائے کہ مباہلہ کرنیوالون مین سے جو جھوٹا ہو وہ سچے کی زندگی مین ہلاک ہو جاتا ہے ..

تنقیح دوئم یہ تھی کہ اگر مرزا صاحب علیہ السلام کا یہ دعویٰ نہین کہ ہر ایک مفسد اور کذاب صادق کی زندگی مین ہی مر جاتا ہے۔ تو ۱۵ اپریل والے اشتہار کے اس فقرہ کا مطلب کیا ہے کہ "مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی اور وہ اسکے دشمنون کی زندگی مین ناکام ہلاک ہو جاتا ہے"۔ اس سے کس قسم کا مفسد اور کذاب اور کتنی عمر مراد ہے؟

اس تنقیح پر گفتگو کرنے سے پہلے یہ امر بخوبی ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ فریقین یعنی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام اور ثناء اللہ علیہ ما علیہ ایک دوسرے کو کاذب تو یقین کرتے ہین مگر دونون کے کذب مین بڑا فرق ہے۔ ثناء اللہ تو حضرت اقدس کو **مدعی نبوت کاذب** اور **مفتری علی اللہ** بتاتا ہے اور حضرت اقدس صلوٰۃ اللہ علیہ اسکو **مکذب** اور **منکر دعویٰ مسیحیت و مہدیت** کا جانتے ہین اس فرق کو خوب طرح سمجھکر یاد رکھنا چاہیے تاکہ تنقیح دوئم کا فیصلہ باسانی فہم مین آجائے۔ پس **مفتری علی اللہ** اور محض **مفتری مکذب** مین زمین آسمان کا فرق ہے پہلا شخص تو خدا پر جھوٹ باندھتا اور الہام کا جھوٹا دعویٰ کرکے مخلوق خدا کو گمراہ کرنیوالا ہوتا ہے

مگر دوسرا شخص جو محض مکذب مفتری ہے اوسکا حال اس سے علیحدہ ہے وہ کسی خود غرضی سے اپنے فائدہ کیلئے یا بداعمالی و کم فہمی سے جھوٹ بولتا اور تکذیب کرتا ہے فریقین کی پوزیشن بصورت ایک دوسرے کو کاذب خیال کرنیکے بشرطیکہ وہ حقیقت مین بھی مفسد اور کذاب ہون تو مندرجہ بالا ہے۔ اب ہم ان دونون کے حق مین قانون الٰہی بتاتے ہین کہ کیا ہے۔ یعنی مفتری علی اللہ مدعی نبوت کاذبہ کے ساتھ خدائی سلوک دنیا مین کیا ہوتا ہے اور محض مفتری و مکذب کے ساتھ کیا عملدرآمد ہے

مدعی نبوت کاذبہ سے الٰہی سلوک

یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا پر افترا کرنیکے دن سے ہی مورد غضب خدا ہونے لگتا ہے اور جس مراد دلی کو وہ مقصود بالذات ٹھیرا کر اس طرح حاصل کرنا چاہتا ہے کہ جھوٹا دعویٰ وحی اور الہام کا کرکے اپنے تئین خدا کا فرستادہ اور مامور من اللہ ہونا لوگون پر ظاہر کرے تو وہ مراد جو مقصود بالذات ہے اسکو اس طریق سے حاصل نہین ہوتی۔ اور یہ امر ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ ایسے کذاب کی مراد بجز اسکے اور کچھ نہین ہوسکتی کہ دنیا مین شہرت حاصل کرے۔ یا روپیہ کما کر چاندی دین بنا عیش و عشرت چند روزہ اڑاوے۔ یا ہمخیال اور معتقدین کی ایک جماعت اوسکے ہاتھ آئے۔ انہین سب

ایک یا دو یا تینوں ہی مرادین دل مین ٹہیرا کر پہر اُنکے حصول کی تدبیرین سوچتا ہے آخرکار یہ صورت اور تجویز قائم کر لیتا ہے کہ الہام و وحی و رسالت کا دعویٰ کر نیسے سب مرادین پوری ہو جائینگی۔ چلو اسی تجویز کو حصول مراد کیلئے ذریعہ قرار دیکر کوشش کرین کہ مراد دلی اور مقصود بالذات حاصل ہو جائے۔ مختصر یہ کہ مراد دلی تو حصول شہرت وجاہ و زر وجاعت ہوتی ہے۔ اور دعویٰ وحی و الہام و رسالت اسکے حصول کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ دونوں باتین الگ الگ ہین ایک مقصود بالذات ہے دوسرا اوسکے حصول کا ذریعہ۔ بس خدائی قانون ایسے کذّاب کے بارے مین یہ ہے کہ وہ کبھی بھی خدا پر جہوٹ باندہکر اور ایسی جرات کر کے کہ اپنے آپ کو منجانب اللہ عہدیدار بتا کر لوگون کو گمراہ کرے اپنی مراد دلی کو جو حصول زر و شہرت وجاعت ہے نہین پا سکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ - سورۃ انعام رکوع ۳

ترجمہ۔ جو خدا پر افترا لگائے یا اُسکے حکمون کی تکذیب کرے اوس سے بڑہکر بھی کوئی ظالم ہے؟ بالتحقیق ظالمون کو کامیابی نہین ہوگی یعنی وہ اپنی مراد دلی کو حاصل نہین کر سکین گے۔

اس قانون الٰہی نے بتاکید بتادیا کہ مفتری علی اللہ

مکذب آیات اللہ اپنی مراد کو نہیں پہونچا کرتے۔ یہ قانون تو ان کی غرض و مراد جو مقصود بالذات ہوتی ہے اسکے متعلق ہے کہ اول تو وہ خسر الدنیا ہو کر بامراد نہیں ہوا کرتے۔ دوسرا قانون انکی سزا دنیا کے متعلق یہ ہے کہ دنیا مین ہی انکو منجانب اللہ سزا ہلاکت و قتل ملتی ہے۔ جسکو خدا تعالی نے اس طرح فرمایا کہ **تقول علی اللہ** کرنے والے کی ہم فوراً رگ حیات ہی کاٹ ڈالتے ہین تاکہ وہ زندہ رہکر اور مہلت پاکر خلق اللہ کی گمراہی کا باعث ہی نہ بنے۔ چنانچہ وہ قانون یہ ہے

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔ ثم لقطعنا منہ الوتین۔ فما منکم من احد عنہ حاجزین" الحاقہ

خدا تعالی اصدق الصادقین خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرماتا ہے کہ "اگر یہ جھوٹ بنا کر کوئی بات ہماری طرف سے بیان کر دیتا تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑ کر اسکی رگ حیات کاٹ ڈالتے اور تم مین سے کوئی ہمین ایسا کرنے سے روک نہ سکتا"

ثنائی ترجمہ اسکا یہ ہے

وہ اگر یہ رسول ہمارے ذمہ کوئی بات لگا دے جسکے کہنے کی اسے اجازت نہ ہو تو ہم اسکو فوراً ہلاک کر ڈالین" حاشیہ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۹۵ جس حالت مین کہ خداوند کریم نے خود فرما دیا کہ مفتر

کرنیوالا فوراً مار ڈالا جاتا ہے حتیٰ کہ اسی قانون کے مطابق (کفار کے سامنے جو یہ کہتے تھے کہ محمدؐ نے جھوٹا الہام بنا کر خدا پر افترا کیا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق فرمائی کہ اگر یہ نبی اپنے دل سے جھوٹ بنا کر ہماری طرف منسوب کرتا تو اپنے قانون مقررہ کے روسے (جس کو ہم پہلی کتابوں توریت وصحف انبیاء میں بتا چکے ہیں) ہم اسکی رگ گردا سے پیشتر رگ حیات ہی قطع کر دیتے۔ پس مدعی الہام ورسالت ہونیکے بعد برابر دس۱ بارہ سال سے زندہ رہنا ہی اسکی صداقت کی دلیل ہے ورنہ جھوٹا ہونیکی حالت میں یہ فوراً ہی نہ ہلاک کر دیا جاتا:۔

امیر ثنائی شہادت بھی اگر سننا چاہو تو خدا کے فضل سے وہ بھی موجود ہے مقدمہ تفسیر ثنائی جلد اول میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی دلیل چہارم میں جو توریت سے پیش کی گئی ہے استثناء کے ۱۸ باب ۲۰ آیت کو جسمیں جھوٹے نبی کا قتل کیا جاتا لکھا ہے۔ نقل کر کے امرتسری مفسر استدلال کرتا ہے کہ

"یہ عبارت (کہ وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ کوئی بات میرے نام سے کہے جسکے کہنے کا میں نے حکم نہیں دیا تو

۱ دس بارہ سال ہم نے اسواسطے لکھے ہیں کہ جس سورت میں یہ آیت ہے وہ سورت شریفہ مکہ شریف میں نازل ہوئی اور مکی زندگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کل تیرہ سال ہے اسکے بعد ہجرت مدینہ سے سنہ ہجری شروع ہو جاتا ہے۔ منہ

وہ بھی قتل کیا جاوے) واضح طور پر ہمیں ایک قانون الٰہی سے آگاہ کرتی ہے اور بتلاتی ہے کہ نظام عالم میں جہان اور قوانین الٰہی میں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی کی نبوت کی ترقی نہیں ہوتی بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے" بلفظہ صہ ۱۶

اسپر امرتسری نے ایک حاشیہ بھی چڑھایا ہے جو اس اقرار سے بھی واضح تر ہے اور تحقیقی طور پر بتایا ہے کہ نبوت کا جھوٹا دعوی کرنیوالا ضرور ہی مارا جاتا اور قتل ہوتا ہے۔ چنانچہ وہ حاشیہ بھی ہم نقل کر دیتے ہیں جو یہ ہے کہ

"اس سے یہ نہ کوئی سمجھے کہ جو بھی قتل ہوا وہ جھوٹا ہے بلکہ ان میں عموم وخصوص مطلق ہے یعنی یہ ایسا مطلب ہے جیسا کوئی کہے کہ جو شخص زہر کھاتا ہے مرجاتا ہے اسکے یہ معنی ہرگز نہیں کہ ہر مرنیوالے نے زہر ہی کھائی ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو کوئی زہر کھائیگا وہ ضرور مریگا اور اگر اسکے سوا بھی کوئی مرے تو ہو سکتا ہے گو اسنے زہر نہ کھائی ہو یہی تمثیل ہے کہ دعوی نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہے جو کوئی زہر کھائیگا ہلاک ہوگا اگر اسکے سوا بھی کوئی ہلاک ہو تو ممکن ہے ہاں یہ نہ ہوگا کہ زہر کھانیوالا بچ رہے" بلفظہ حاشیہ صفحہ ۱۶

ملاحظہ فرمائیے کہ ہمارے دونون دعوے متذکرہ صدر (کہ مفتری علی اللہ یعنی جہوٹے مدعی نبوت کیلئے خدائی قانون یہ ہے کہ اول تو وہ اپنی مراد و مقصود دلی مین کامیاب نہین ہوا کرتا دوم اسکو منجانب اللہ مہلت اور ڈہیل نہین ملتی کہ وہ خدا کے بندون کو گمراہ کرتا رہے بلکہ چند دنون کے اندر ہی قتل کے ذریعہ ہلاک کردیا جاتا ہے) ثنائی گواہی سے بھی روز روشن کی طرح ثابت ہوگئے ہین یا نہین ؟ پس یہ امر مسلمہ فریقین ہوگیا کہ جہوٹا مدعی نبوت نہ فلاح پاتا ہے نہ عرصہ تک زندہ رکھا جاتا ہے بلکہ نامراد رہکر قتل و ہلاک ہوجاتا ہے ۔ تو اب حضرت مرزا صاحبؑ کی تمہیدی عبارت کے اس فقرہ کا کہ " مین جانتا ہون مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی اور وہ بڑی حسرت اور ذلت کے ساتھ اپنے اشد دشمنون کی زندگی مین ہی ناکام ہلاک ہوجاتا ہے " جسکا یہ مطلب ہے کہ وہ مفسد اور کذاب جو مفتری علی اللہ ہو یعنی جہوٹی نبوت کا مدعی ہو وہ کبھی بامراد نہین ہوتا بلکہ ناکام رہتا ہے اور علاوہ ازین وہ لمبی عمر نہین پاتا کہ جسمین خدا پر افترا کرتا ہو خلق خدا کو گمراہ کرتا رہے بلکہ یوم افترا علی اللہ سے تہوڑی ہی مدت تک زندہ رہکر فوراً ہلاک اور قتل ہوجاتا ہے جیسا کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جنہون نے نبوت و الہام کا جہوٹا دعوی کیا تو دعوی کے دن سے دو چار سال کے اندر ہی ناکام و نامراد قتل کردئے گئے پس اگر مین بھی حاشا

ایسا ہی مفتری ہوتا تو یوم افترا علی اللہ سے جو کم از کم ۱۸۸۰ء
کا زمانہ ہے جبکہ براہین احمدیہ مین مامور و ملہم من اللہ اور چودہوین
صدی کے مجدد ہونیکا دعویٰ کیا تھا جو اسوقت تک روبترقی رہا اور
افترا مین کمی نہین ہوئی بلکہ دن بدن جھوٹے الہام گھڑنے کا شیوہ
ہی اختیار کر لیا تو اس عرصہ تک جسکی میعاد ۲۷ سال سے اوپر
ہو چکی ہے ہرگز زندہ نہ رہتا فوراً ہی چند سال کے اندر ہلاک کر دیا
جاتا اور اپنے اشد دشمنوں لیکھرام - قصوری - جموں - لاہوری
فرعون - بٹالوی - امرتسری - دہلوی - لکھوکوی - وغیرہ وغیرہ
کے سامنے ہی نامراد و ناکام ہلاک ہو گیا ہوتا - یہاں پر ہم حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کا وہ عقیدہ اور مذہب بھی نقل کر دیتے
ہین جس سے معلوم ہو جائیگا کہ بہت عمر سے کتنی مراد ہے حضور
پر نور نے ایک اشتہار کے ذریعہ تمام مولویوں صوفیوں مسلمانوں
کو چیلنج دیا تھا کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے مدعی کا ثبوت دے جس نے الہام
و نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا ہو اور پھر ۲۳ سال تک مثل زمانہ نبوت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ اس دعوے پر قائم رہکر قتل و ہلاکت
سے بچایا گیا ہو تو ہم ایسی نظیر پیش کرنے والے کو مبلغ پانسو روپیہ انعام
دینگے اور یہ ۲۳ سال جو معیار صداقت بیان کئے ہین قرآن مجید کی
محولہ بالا آیت ولو تقول علینا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر رسالت
زندگی سے استنباط کر کے قرار دئے ہین جیسا کہ حضور فرماتے ہین کہ

یہ اربعین نمبر ۳ مین گو ہم دلایل بینہ سے لکہہ چکے ہین
کہ قدیم سے سنتہ اللہ یہی ہے کہ جو شخص خدا پر
افترا کرے وہ ہلاک کیا جاتا ہے مگر پھر دوبارہ ہم
عقلمندون کو یاد دلاتے ہین کہ قرآن شریف کی
دلیل کو بنظر تحقیر دیکہنے سے خدا سے ڈرین۔ صاف
ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت لو تقول علینا کو بطور
لغو نہین لکہا جس سے کوئی حجت قائم نہین ہو سکتی
اور خدا تعالیٰ ہر ایک لغو کام سے پاک ہے پس جس
حالت مین اوس حکیم نے اس آیت کو محل استدلال
پر بیان کیا ہے تو اس سے ماننا پڑتا ہے کہ اگر کوئی
شخص بطور افترا کے نبوت اور مامور من اللہ ہونیکا
دعویٰ کرے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
نبوت کے مانند ہرگز زندگی نہین پائیگا۔ ورنہ استدلال
کسی طرح صحیح نہین ٹہیریگا اور کوئی ذریعہ اسکے سمجہنے کا
قائم نہین ہوگا کیونکہ اگر خدا پر افترا کر کے اور جہوٹا دعویٰ
مامور من اللہ ہونیکا کر کے تیئیس ۲۳ برس تک زندگی
پا لے اور ہلاک نہ ہو تو بلاشبہ ایک منکر کیلئے حق پیدا
ہو جائیگا کہ وہ یہ اعتراض کرے کہ جبکہ اس دروغ
گو نے جسکا دروغ گو ہونا تم تسلیم کرتے ہو تیئیس ۲۳ برس

تک یا اس سے زیادہ عرصہ تک زندگی پائی اور ہلاک
نہ ہوا تو ہم کیونکر سمجھیں کہ ایسے کاذب کی مانند ہمارا
نبی نہیں تھا۔ ایک کاذب کو تئیس ۲۳ برس تک مہلت
مل جانا صاف اس بات پر دلیل ہے کہ ہر ایک کاذب
کو ایسی مہلت مل سکتی ہے پھر لو تقول علینا کا صدق
لوگوں پر کیونکر ظاہر ہوگا اور اس بات پر یقین کرنے
کیلئے کون سے دلائل پیدا ہونگے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم افترا کرتے تو ضرور تئیس ۲۳ برس کے اندر اندر
ہلاک کئے جاتے۔ لیکن اگر دوسرے لوگ افترا کریں
تو وہ تئیس برس سے زیادہ مدت تک بھی زندہ رہ سکتے
ہیں اور خدا انکو ہلاک نہیں کرتا۔ بلفظہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲
میں بار بار کہتا ہوں کہ صادقوں کیلئے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز
ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر افترا کر کے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی
تئیس برس تک مہلت پاسکے ضرور ہلاک
ہوگا۔ بلفظہ اربعین نمبر ۴ صفحہ ۵
سو اسیطرح ان لوگوں کے منصوبوں کے برخلاف خدا نے
مجھے وعدہ دیا کہ میں اسی برس یا دو تین برس کم زیادہ

تیری عمر کرونگا تا لوگ کمی عمر سے کاذب ہونیکا نتیجہ نہ نکال سکیں ۔ بلفظہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۹

خدا تعالی کی تمام پاک کتابیں اس بات پر متفق ہیں کہ جھوٹا نبی ہلاک کیا جاتا ہے اب اوسکے مقابل یہ پیشکرنا کہ اکبر بادشاہ نے نبوت کا دعوی کیا یا روشن دین جالندہری نے دعوی کیا یا کسی اور شخص نے دعوی کیا اور وہ ہلاک نہیں ہوئے (جیسا کہ کسی دشمن دین نے قطع الوتین لکھکر اپنی جہالت اور ضلالت کا ثبوت دیا ہے ۔ احمدی) یہ ایک دوسری حماقت ہے جو ظاہر کیجاتی ہے بھلا اگر یہ سچ ہے کہ ان لوگون نے نبوت کے دعوی کئے اور تیئیس ۲۳ برس تک ہلاک نہ ہوے تو پہلے اون لوگون کی خاص تحریر سے اونکا دعوی ثابت کرنا چاہئے اور وہ الہام پیش کرنا چاہیے جو الہام انہون نے خدا کے نام پر لوگون کو سُنایا یعنی یہ کہا کہ ان لفظون کے ساتھ میرے پر وحی نازل ہوئی ہے کہ مین خدا کا رسول ہون ۔ کیونکہ ہماری تمام بحث وحی نبوت مین ہے جسکی نسبت یہ ضروری ہے کہ بعض کلمات پیش کرکے کہا جاوے کہ یہ خدا کا کلام ہے جو ہمارے پر نازل ہوا ہے ۔ پھر بعد اسکے

یہ ثبوت دینا چاہئے کہ جو تیئیس ۲۳ برس تک کلام الہی اوسپر
نازل ہوتا رہا وہ کیا ہے جس سے پتہ لگ سکے کہ
تیئیس برس تک متفرق وقتون مین وہ کلام اس غرض
سے پیش کیا گیا تھا کہ وہ خدا کا کلام ہے جبتک ایسا
نہ ہو تب تک بے ایمانون کی طرح قرآن شریف پر حملہ
کرنا اور آیت لو تقول کو ہنسی مین اوڑانا اون شریر لوگون
کا کام ہے جو صرف زبان سے کلمہ پڑھتے ہین اور
باطن مین اسلام سے بھی منکر ہین ۔ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۱۱

الحمدللہ کہ حضور پرنور مسیح موعود علیہ السلام کا مذہب اور عقیدہ بصراحۃ النص
اس اقتباس سے معلوم ہو گیا کہ آپ کے عقیدہ مین کوئی مدعی
جو جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے ۲۳ سال تک زندہ نہین رہ سکتا
پس بہت عمر جس مفسد و کذاب کو نہ ملنے کا اشتہار ۱۵ اپریل
والے مین تمہیداً ذکر کیا ہے اوس سے مدعی نبوت کاذبہ مراد ہے
نہ کہ محض مفتری و کاذب ۔ ان بیانات واضحہ کی موجودگی مین بھی
اگر کذاب امرتسری یہی کہتا رہے کہ اشتہار مذکور کی عبارت متنازعہ
مین جس مفسد اور کذاب کو بہت عمر نہ ملنے کا بیان ہے اوس سے
مدعی نبوت کاذبہ یا اوس کا ۲۳ سال تک عمر پانا مراد نہین بلکہ
اشتہار دینے کی تاریخ سے شمار عمر کیا جانا اور صادق کی زندگی
مین مرنیوالے کا کاذب ہونا مقصود ہے تو اسکے لئے وہ اسی

قسم کی کوئی تحریر اپنے دعوے پر منجانب حضرت اقدس پیش کرے جس سے صراحتہً ثابت ہو جائے کہ فقرہ متنازعہ کا مطلب ۲۳ سالہ زندگی پاتا نہیں۔ مگر فقرہ متنازعہ کو ہی جس سے کہ دعوی کیا گیا ہے دلیل میں پیش کرنا علم مناظرہ سے بے بضاعتی اور جہالت کا ثبوت ہوگا۔ کیونکہ امر متنازعہ کو ہی دلیل گرداننا اصطلاح مناظرہ میں مصادرہ علی المطلوب کہلاتا ہے اگر امرتسری مناظر اسی متنازعہ اور بحث طلب فقرہ کو جزو دلیل بناتا چاہے تو پہلے اپنا رسالہ حدوث وید مطبوعہ ۱۹۰۳ء کہولکر سامنے رکھ لے جہین لکہا ہے کہ

"ایسے ثبوت کو علم مناظرہ مین مصادرہ علی المطلوب کہتے ہین یعنی دعوی ہی کو جزو دلیل بنایا جاوے افسوس اس فاضل مصنف (بہومکا) نے اسپر غور نہ کیا کہ یہی فقرہ تو زیر بحث ہے کہ دید کی عمر دہائی عمر کے برابر ہے یا کم مگر مصنف موصوف نے اسی کو پہلے اپنی دلیل کا مقدمہ بنا لیا بلفظہ صفحہ ۳ سطر ۸"

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تم نے جو مرزا صاحب علیہ السلام کی کتابون سے اقتباس نقل کئے ہین وہ اس فقرہ کی شرح نہیں ہو سکتے کیونکہ فقرہ متنازعہ مین تو کوئی ایسا لفظ ملتا نہین جسکا مطلب جو تم نے بیان کیا ہے سمجھا جائے" تو اسکا ایک جواب تو وہ ہے جو اسول

موضوعہ ثنائی نمبر ۶ مندرجہ ترک اسلام سے ہم اسی رسالہ مین بصفحہ ۱۶ اد ے آئے ہین اور

دوسرا جواب یہ ہے

جسکو امرتسری نے ہماری آسانی کیلئے پہلے ہی لکھ رکھا ہے۔ دیکھو رسالہ بحث تناسخ مطبوعہ اکتوبر ۱۹۰۹ء جسمین امرتسری لکھتا ہے کہ

ہر ایک کلام کے معنی وہی صحیح ہوتے ہین جو متکلم کی منشار کے مطابق ہون اور اگر کسی کلام کے ایسے معنی ہون جو متکلم اسکو صحیح نہ جانتا ہو گو اپنی کھینچ تان سے ہم انکو سیدھا بھی کر لین مگر حقیقت مین سیدھے نہین ہون گے کیونکہ متکلم ان معنی سے انکاری ہے " بلفظہ صفحہ ۲۶

ہم اوپر بالتصریح بتا آئے ہین کہ متکلم یعنی مرزا صاحب علیہ السلام اس سے انکاری ہین کہ ہر ایک مفسد و کذاب صادق کی زندگی مین بغیر مباہلہ ہی مرجاتا ہے یا بجز مدعی نبوت کاذبہ کے کسی اور کاذب و مکذب کو ۲۳ سال تک تکذیب مین مہلت دیا جانا خلاف قانون الہی ہے۔ لہٰذا جن معنون کو متکلم صحیح نہ جانتا ہو وہ ثنائی کھینچ تان سے اگر سیدھے بھی کر لئے جاوین تو "حقیقت مین سیدھے نہین ہونگے" ثناء اللہ کا ایسے فقرات سے اپنا الو سیدھا کرنا اوسکی بددیانتی

اور شرارت کی دلیل ہے۔ ورنہ خلاف منشاء متکلم کسی کلام کے معنی اپنی طرف سے لگا کر اوسپر رائے زنی کرنیکا کسیکو حق ہی کیا ہے اور خاصکر اس شخص کا تو یہ قطعاً حق نہین جو خود قایل ہو کہ

"یہ سب آفتون کی جڑ یہی ہے کہ متکلم سے اسکے کلام کے معنی دریافت کرنیسے پہلے ہی اسپر رائے زنی کیجائے اور آپ اسکی شرح کر کے حاشیہ چڑھایا جاوے"

بلفظہ تفسیر ثنائی جلد اول حاشیہ نمبر ۷ صفحہ ۲۴

ناظرین! یہ خدا تعالیٰ کا خاص ہمپر فضل ہے کہ ہم ثنائی رگ پٹھے سے بخوبی واقف ہین۔ اور ہمارا دعوی ہے کہ ثنائی علم مناظرہ اور امرتسری اہلحدیث کے لٹریچر مین ہمین اسقدر دخل ہے جسکے برابر خود ثناء اللہ کو بھی نہین۔ ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء

بضمن بحث نمبر دوئم ہم نے لکھا تھا کہ **مفتری علی اللہ** یعنی مدعی نبوت کاذبہ اور محض مفتری و مکذب کے ساتھ خدائی سلوک جو دنیا مین ہوتا ہے اسکو بتلاتے ہین سو جھوٹے مدعی نبوت کا حال تو ہم نے بقدر ضرورت نقل کردیا ہے اب محض مفتری و مکذب کا حال سنائیے

محض مفتری و مکذب سے خدائی سلوک

دنیا مین یہ ہوتا ہے کہ اسکو شرارت اور خباثت مین چھوڑ کر مہلت دیجاتی ہے اوسوقت تک کہ اسکی شرارت و فسق موجود

کا اور تکذیب کا مادہ پختہ ہو کر اپنے حد انتہائی نقطہ تک پہنچ جائے جسکے بعد وہ مورد غضب الہی ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"لیکن ایک ایسا شخص جو اپنے تئین مامور من اللہ کا دعوی کر کے قوم کا مصلح قرار نہیں دیتا اور نہ نبوت اور رسالت کا مدعی بنتا ہے اور محض ہنسی کے طور پر یا لوگوں کو اپنا رسوخ جتلانے کیلئے دعوی کرتا ہے کہ مجھے یہ خواب آیا یا الہام ہوا اور جھوٹ بولتا ہے یا اسمین جھوٹ ملاتا ہے وہ اس نجاست کے کیڑے کی طرح ہے جو نجاست مین ہی مرجاتا ہے۔ ایسا خبیث اس لائق نہین کہ خدا اسکو یہ عزت دے کہ تو نے اگر میرے پر افترا کیا تو مین تجھے ہلاک کر دونگا بلکہ وہ بوجہ اپنی نہایت درجہ کی ذلت کے قابل التفات نہین کوئی شخص اسکی پیروی نہین کرتا کوئی شخص اسکو نبی یا رسول یا مامور من اللہ نہین سمجھتا"

بلفظہ اربعین نمبر ۳ صفحہ ۲۔

پھر ایک دوسرے مقام پر مکذبین و کفرین و منکرین رسل کو مہلت دیئے جانیکا بدین کلمات اظہار فرماتے ہین کہ

ولقد استھزئ برسل من قبلک فاملیت للذین کفروا ثم اخذتھم فکیف کان عقاب یعنی پہلے بھی رسولون پر ٹھٹھا کیا گیا پس تم نے

رسالہ احمدی جلد ۲ نمبر ۷ بابت ماہ جولائی سنہ ۱۹۱۲ء

اُن کافرون کو جو ٹہٹھا کرتے تھے **مہلت** دی پہر جب
وہ اپنے ٹھٹھے مین کمال تک پہنچ گئے۔ تب ہم نے انکو
پکڑ لیا اور لوگون نے دیکہہ لیا کہ کیونکر ہمارا عقاب
اُن پر وارد ہوا اور پہر فرمایا ہے ومکروا مکرا ومکرنا مکرا
وھم لا یشعرون یعنی کافرون نے اسلام کے مٹانیکیلئے
ایک مکر کیا اور ہم نے بھی ایک مکر کیا یعنی یہ کہ انکو
مکاریون مین **بڑہنے دیا** تاکہ وہ ایسے درجہ شرارت
پر پہنچ جائین کہ جو سنۃ اللہ کے موافق عذاب نازل
ہونیکا درجہ ہے" بلفظ الشریف الزار الاسلام صفحہ ۱۱۷
آیت اول مندرجہ اقتباس منقولہ کا ثنائی تفسیر مین حسب ذیل
بیان ہے
"یہ بگاڑ کفار کا کچہہ تجہہ ہی سے نہین بلکہ تجہہ سے پہلے
کئی ایک رسولون سے ہنسی اوڑائی گئی پہر مین (خدا)
نے کافرون کو **مہلت دی** کہ اتنے وقت مین جو
چاہین کرلین مگر وہ باز نہ آئے پس مین نے انکو خوب پکڑا
پھر میرا عذاب ہوا" بلفظ تفسیر ثنائی جلد چہارم صفحہ ۱۶۷
خدا تعالی مکذبین کے حق مین ایک جگہ فرماتا ہے کہ
والذین کذبوا بایتنا سنستدرجہم من حیث لا یعلمون ۔ واملی لہم

ان کید می متین (الاعراف) اور جو لوگ ہمارے حکموں سے
منکر ہیں ہم انکو بتدریج ایسے راستہ سے جسے وہ نہیں
جانتے جہنم کی طرف کھینچیں گے اور اب تو میں انکو ڈھیل
دے رہا ہوں یقیناً سمجھو کہ میرا داؤ بڑا ہی مضبوط ہے۔
بلفظہ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۱۸۳

عبارات منقولہ بالا سے گو یہ امر روشن ہو گیا کہ برائے قانون
خداوندی کذب اور مفتری سے جو کہ مدعی الہام و ماموریت
نہ ہو خدا کا قانون یہ ہے کہ اسکو اسکی شرارت میں اس غرض
سے کہ اسکا پیالہ لبریز ہو جائے ڈھیل اور مہلت دیجاتی ہے
مگر ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ وہ خاص اقرار امرتسری کذب
اور اسکے حاشیہ نشینوں کا جو مقدمہ ہذا میں بجواب استغاثہ
مستغیث بذریعہ اخبار اہلحدیث پیش ہوا تھا نقل کر کے اسکے
متعلق بھی ضروری بحث کر جائیں۔

معزز ناظرین! آپ کو یاد ہو گا کہ امرتسری نے جو جواب حضرت
مسیح موعود علیہ السلام کے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء
کا دیا تھا اومیں اور اسکے بعد بھی امرتسری نے بہ تصدیق خود
اشتہار متنازعہ کے اس فقرہ پر کہ "میں جانتا ہوں مفسد اور
کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی" مندرجہ ذیل حاشیہ لکھا تھا
جسکو پہلے ہم کئی جگہ نقل کر چکے ہیں مگر ضرورتاً یہاں پھر نقل

کرتے ہین اور ساتھ ہی خطوط وحدانی کے اندر اسپر ریمارک کرینگے۔ وہو ہذا

(۱) آپ اس دعوے مین (کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہین ہوتی) قرآن شریف کے صریح خلاف کہہ رہے ہین (یہ تمہاری جہالت اور دین سے بیخبری یا حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے کہ حضور پر نور کے منشاء کے خلاف اپنی طرف سے ہی ایک معنی قرار دیکر جس سے متکلم بوجوہات مندرجہ صدر انکاری ہے اوس دعوے کو جو عین مطابق قرآن ہے خلاف قرآن کہکر اظہار حماقت کیا۔ مرزا صاحب کا منشاء اوس مفسد اور کذاب کو لمبی عمر نہ ملنے کا ہے جو جھوٹا ملہم اور مامور من اللہ ہے نہ کہ محض مکذب اور مفسد کیونکہ حضور انور خوب جانتے تھے کہ مسیلمہ کذاب اور خود آپکی زبانے مین شیخ دہلوی اور گنگوہی وغیرہ باوجود مفسد اور کذاب ہونیکی بڑی عمرین پاگئے ہین۔ احمدی) قرآن تو کہتا ہے کہ بدکارون کو خدا کی طرف سے مہلت ملتی ہے (مرزا صاحب علیہ السلام بھی اون بدکارونکو جنکی بابت قرآن نے مہلت دیا جانا فرمایا ہے مہلت ملنا مانتے ہین جیسا کہ اوپر اربعین اور انوار الاسلام سے ہم حضرت اقدس کا یہ مذہب نقل کرچکے

ہین۔ احمدی) سنو من کان فی الضلالۃ فلیمد د لہ الرحمن مدا۔ اور انما نملی لہم لیزداد وا اثما اور یمدہم فی طغیانہم یعمہون وغیرہ آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہین۔ (تم جاہل ہوا ور سخت بیوقوف تمہین اتنی بھی تمیز نہین کہ دعوی اور دلیل مین فرق کر سکو حضرت مہدی علیہ السلام نے اسجگہ کوئی دلیل مفسد اور کذاب کو بہت عمر نہ ملنے کی بیان نہین فرمائی صرف اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے جو بجائے خود ایک دعوے ہے نہ کہ دلیل لہذا تمہارا یہ کہنا کہ قرآنی آیات تمہاری اس دلیل کی تکذیب کرتی ہین سراسر جہوٹ اور حماقت ہے حالانکہ شروع مین خود تم نے اسکو دعوے کہکر اپنی تکذیب اول ہی کردی ہے۔ باقی یہ امر کہ تمہاری آیات منقولہ سے حضرت اقدس کا دعوی رد ہوتا ہے بالکل لغو ہے ان آیات مین تمہارے جیسے مکذب اور مفسدون کو بہت عمر اور مہلت ملنے کا قانون بتایا گیا ہے نہ اوس مفسد کو جو الہام و نبوت کا جہوٹا دعوی کرنے والا ہے احمدی) اور سنو ابل متعنا ھؤلاء وا باءھم حتی طال علیہم العمر جسکے صاف معنی ہین کہ خدا تعالی جہوٹے دغاباز مفسد اور نافرمان لوگون کو لمبی عمرین دیا کرتا ہے تاکہ وہ اس

مہلت مین اور بھی بڑے بڑے کام کرلین۔ (ہم بھی تو یہی مانتے ہین کہ اس آیت یا ایسی دیگر آیات مین جن مفسدون اور نافرمانون کو لمبی عمر اور مہلت دیا جانا بیان ہوا ہے وہ تمہارے جیسے نافرمان اور مفسد ہین جنکا کام استہزا بالرسل ہوتا ہے نہ کہ مفتری علی اللہ آیت منقولہ کو اوپر سے پڑہو تو تم کو معلوم ہو جائیگا کہ جنکو بہت عمر ملنے کا اس آیت مین ذکر ہے وہ مکذبین رسل و مشرکین ہین نہ کہ تقول علی اللہ کرکے الہام کا جھوٹا دعوی کرنیوالے ۔ احمدی) پھر تم کیسے من گھڑت اصول بتلاتے ہو کہ ایسے لوگون کو بہت عمر نہین ملتی۔" (تم بڑے بوجھ بجھکڑ ہو کہ اپنی جہالت پر نہین روتے کہ مدعی یعنی مرزا صاحب کا منشا تو اون لوگون کو بہت عمر نہ ملنے کا ہے جو مفتری علی اللہ ہون جیسا کہ اربعین سے ہم مدعی کا مذہب نقل کر آئے ہین اور تم وہ آیات نقل کرکے معارضہ کرتے ہو جنمین محض مفتری اور مکذب اور مفسد اور نافرمان کو بہت عمر اور مہلت دیے جانیکا بیان ہے اور دونون مین جسقدر فرق ہے وہ خود آیات محولہ سے ہی ظاہر ہو رہا ہے باوجود اس حماقت کے مدعی کے قرآنی اصول کو تو من گھڑت بتاتے ہو اور شرارت سے جن آیات مین اپنا منہہ دیکھتے ہو اون سے معارضہ کرکے

اپنی جان چھڑاتے ہو جو چھوٹ نہیں سکتی۔ احمدی)
یہ ہے امرتسری مفسر کی قرآن دانی۔ کہ مرزا صاحب علیہ السلام کو ایسے کذاب کو بہت عمر نہ ملنے کے مدعی ہیں جو مفتری علی اللہ ہو اور امرتسری ایسے کاذبوں کا ذکر کر کے معارضہ کرتا ہے جو مکذب رسل اور منافق اور مشرک ہوں ۔ یہ ہیں تفاوت راہ از کجاست تا بہ کجا۔ کوئی یہ نہ کہے کہ ۲۶ اپریل کے اہلحدیث میں جاشیہ ہے وہ سب ایڈیٹر کیطرف سے ہے ثناء اللہ اوسکا جوابدہ نہیں۔ ایسا خیال بھی نہ کرنا ثناء اللہ کا یہ مسلمہ اصول ہے۔ اور اسکی تصدیق وہ کر چکا ہے چنانچہ ۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۸ کے اہلحدیث میں بصفحہ ۶ خود ایک آیت ان میں سے لکھتا ہے کہ "ہم قانون خداوندی و عیدھم فی طغیانہم یعمھون۔ پر نظر ڈالکر (مرزا صاحب کی وفات کے) ایسی جلدی کے متوقع نہ تھے جتنی جلدی کی خبر ہمکو آج ہمارے دوست (سکندر دیرادرنہ عال) ڈاکٹر عبد الحکیم خان نے سنائی ہے" علاوہ ازیں اسی نوٹ مندرجہ حاشیہ اہلحدیث ۲۶ اپریل سنہ کی نسبت ثنائی اقرار یہ ہے کہ

"میں اسکو صحیح جانتا ہوں اور اسکو مرزا کے حق میں سمجھتا ہوں کیونکہ وہ صرف اس اصول کے توڑنے کو تھا کہ مفسد و کذاب کی عمر بہت نہیں ہوتی" بلفظہ اہلحدیث ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۰۸ صفحہ ۳

ہمارے ناظرین! آئے دیکھو ہم ثنائی ہیچیالی کا ایک اور نمونہ دکہاویں

منقولہ بالا عبارت لکھنے کے بعد امرتسری جہل مرکب کہتا ہے کہ

یہ ایسی (یعنی مفسد کو بہت عمر نہیں ملتی) تردید یوں تھی کہ
مفسد اور کذاب کی **عمر کبھی** بہت ہو جاتی ہے چنانچہ
خود مرزا کی عمر بقول اسکے پچھتر سال کی ہوئی حالانکہ
حدیث میں آیا ہے اعمار امتی بین ستین و سبعین و قل
من یجوز (یعنی امت محمدیہ کی عمر ساٹھ ستر کے درمیان
ہوگی اور بہت کم اس سے آگے بڑھینگے مرزا کی عمر
اس حدیث اور طبی قاعدہ سے بھی طبعی عمر سے بڑھ گئی
تھی پس ویمدھم فی طغیانھم یعمھون کی ذیل میں آیا
اور میں تو ابھی پورے چالیس سال کا ہوا ہوں پھر کیونکر
کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ میری عمر اسوقت تک بہت
لمبی ہوئی ہے (آئندہ کی خبر نہیں) ... پس سمجھو کہ میری
چالیس سالہ عمر کے مقابلہ پر بقول مرزا پچھتر سالہ عمر
پانیوالا بڑی عمر پاکر مرا اور یہی اوس نوٹ کا مطلب
تھا کہ جھوٹے ہی کبھی کبھی عمر طبعی سے بڑھ جاتے ہیں

بلفظہ المحدیث ۱۲ جولائی ۱۹۱۲ء

ناظرین! شاید آپ اس تنائی بادہ سرائی کو نہ سمجھے ہوں جسمیں
کذاب اشرامرتسری خودسر نے ناقابل معافی شرارت سے کام
لیکر پوری بیحیائی برتی ہے اسلیئے ہم آپکو اسکی تار تار کرکے

اصلیت دکہادیتے ہین۔ سنئے۔ امرتسری کہتا ہے کہ ۲۶ اپریل کے اہلحدیث والے نوٹ کا صرف یہ مطلب تھا کہ "یہ جہوٹے بہی کبہی کبہی عمر طبعی سے بڑہ جاتے ہین" چنانچہ مرزاصاحب کی عمر بقول خود ۷۵ سال کی ہوئی حالانکہ حدیث مین امت محمدیہ کی طبعی عمر ۶۰۔۷۰ کے درمیان بتائی گئی ہے چونکہ مرزاصاحب کی عمر اس حدیث اور طبی قاعدہ سے (جو ثنائی طبیبین سے) بہی طبعی عمر سے بڑہ گئی تہی پس وہ یمدھم فی طغیانھم یعمھون کی ذیل مین آگئی۔ یہ ہے ثنائی حدیث دانی اور قرآن خوانی کہ کس قابلیت سے حدیث اعمار امتی بین ستین وسبعین کی مطابقت آیت یمدھم فی طغیانھم یعمھون کے ساتھ کر دکہلائی ہے۔ کہ گویا ۷۰ سال سے متجاوز عمر والا انسان طبعی عمر سے بڑہجاتا ہے اور یہ درازی عمر اسکے کاذب ہونیکی دلیل ہے اور ۷۰ سے زیادہ سال عمر پانیسے وہ آیت یمدھم فی طغیانھم یعمھون کی ذیل مین آجاتا ہے اسکو یاد رکہئے اور ذیل مین اسی حدیث کے خلاف ثناء اللہ کے روحانی بالون کی عمرونکو ملاحظہ فرمائے جسکو فخریہ طور پر امرتسری نے مرقع اگست ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۴ و ۵ پر اس طرح لکہاہے کہ

"محدث دہلوی ایکسو دس سال کی عمر مین اور محدث گنگوہی اسی سال کی عمر مین انتقال ہوئے اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ اعمار امتی بین ستین وسبعون

قول من یجوز میری امت کی عمرین ساٹھ ستر سال کے درمیان ہون گی بہت کم آگے بڑہینگے۔ دونون بزرگوار عام عمر طبعی سے بہت آگے بڑہکر انتقال ہوئے " بلفظہ

اب اشر الناس امرتسری خناس سے کوئی پوچھے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا اس حدیث کے مطابق ۷۰ سال تک سے متجاوز ہو جانا تو یمدھم فی طغیانھم یعمھون مین داخل ہے مگر دہلوی اور گنگوہی کا اس حدیث اور طبعی عمر سے بہت آگے بڑہ جانا بل متعنا ھؤلاء وآباءھم حتی طال علیہم العمر اور انما نملی لھم لیزدادوا اثما کے مصداق ہونیسے ثنائی قاعدہ مانع ہے دیکھا او مکار!

لا یحیق المکر السیء الا باھلہ کا نظارہ کہ ؎

تو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا

آگے چلئے دوسری بات امرتسری یہ کہتا ہے کہ

" دجاجلہ نے اصل درازی اور تاخیر موت مین دانستہ یا جہالت سے تمیز نہین کی لوٹ مذکور کا مطلب اصل درازی سے تھا جو مرزا کو حاصل ہو چکی یہ نہ تھا کہ مقابلہ مین بوقت تحدی جہوٹے کی زندگی سچے سے کم ہوتی ہے "

بلفظہ

شیر السلام۔ یہ کذاب اشر امرتسری خودسر کی جہالت ہے کہ متکلم کے منشا کے خلاف کل عمر کی درازی مراد دیتا ہے۔ خدائی قانون

مین اور تکلم کے عقیدہ مین درازی عمر سے مراد افترا علی اللہ کے دن سے لیکر عمر کی درازی ہے اور عقل سلیم بھی اسکو تسلیم کرتی ہے کہ سزا کا وقت تب ہی آنا چاہئیے جبکہ کوئی مجرم کسی جرم کا ارتکاب کرے نہ کہ ارتکاب جرم سے پہلے ہی میعاد سزا شروع ہو جاتی۔ پس مفتری علی اللہ اسوقت سے مستوجب سزا قرار پاتا ہے جب سے کہ وہ تقول علی اللہ کے جرم کا مرتکب ہوتا ہے نہ کہ قبل سے ہی اور اوسکی سزا جو قطع الوتین یا ہلاکت یا عدم درازی عمر ہے وہ یوم افترا سے محسوب ہونی اور وارد ہونی چاہئیے نہ کہ یوم تولد سے۔ لہذا اس تقریر سے واضح ہو گیا کہ متقول علی اللہ کو یوم تقول سے بہت عمر نہین ملتی اگر وہ مثل مدعیان نبوت صادقہ ادعاء الہام و ماموریت کے دن سے لیکر دم وفات تک عمر پا جائے تو صادق ہو گا اور اگر مثل مدعیان نبوت کاذبہ یوم افترا علی اللہ سے ہلاکت کے دن تک چند سال مین سزا قطع الوتین کا سزاوار قرار پائے تو کاذب ہو گا۔ ایسا ہی مکذب و محض مفتری کو سمجھو کہ اوسکی مہلت کا شمار زیر قانون الہی انما نملی لھم لیزدادوا اثما اور من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمن مدا یوم تکذیب و افترا سے شروع ہو گا سو اسکے مطابق مغرور و مغلوب دشمن کو تکذیب کے دن سے مہلت ملنی شروع ہوئی ہے جسکی میعاد انشاء اللہ قریب الختم ہے اور پیمانہ مہلت کاذب لبریز ہونیکو ہے عنقریب آسمان

سے وارنٹ گرفتاری آنیوالا ہے

رہا مکذب کا یہ دعوی کہ "اصل درازی عمر مرزا کو حاصل ہو چکی جس سے کہ وہ آیات پیش کردہ جواب دعوی مدعا علیہ کے مصداق ٹہیر گئے" باطل باطل ہے۔ نہ ان آیات کا تعلق مرزا صاحب علیہ السلام سے ہے کیونکہ آپ مدعی نبوت و رسالت والہام تھے اور یہ آیات محض مفتری اور مکذبین کے متعلق ہیں اور نہ آپ کی عمر ایسی درازی کی مصداق ہے جو کاذبون کیلئے مقرر ہے۔ البتہ ایکسو دس سال کا دہلوی حنفی طال علیہم العمر کی ذیل میں بری طرح داخل ہو گیا جسکا جواب نہیں ؎

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را چندان امان نہ داد کہ شب را سحر کند

بعد ازین ہم ناظرین کو پھر اصل کلام کی طرف لیجاتے ہیں کہ محض مفتری اور مکذب کو حسب قانون خدائی مسلمہ فریقین دنیا میں مہلت اور ڈہیل ملتی ہے جس سے کہ وہ اُس حد تک پہونچ جاے جو اوسکو قعر جہنم میں جلد گرا دے۔ اور اس مضمون کے ساتھ ہی تنقیح دوم بھی تصفیہ ہو گئی کہ ۱۵ اپریل والے اشتہار میں جس مفسد اور کذاب کو لمبی عمر نہ ملنے کا ذکر ہے اوس سے لیسے کذاب اور مفسد مراد ہیں جو جہوٹے مدعیان ماموریت و نبوت ہوں اور اس دعوے پر وہ ۲۳ سال تک عمر نہیں پا سکتے بلکہ بہت جلد بوجہ افترا علی اللہ سے قتل و ہلاک کر دئے جاتے ہیں۔

تنقیح سوم - اگر مرزا صاحب کا یہ مذہب ہے کہ ہر ایک
مفسد اور کذاب کا صادق کی زندگی مین مر جانا ضروری
نہین تو پھر یہ کیون لکھا کہ "اگر مین مفتری ہون تو ثناء اللہ
کے سامنے ہلاک ہو جاونگا اور اگر ثناء اللہ کاذب ہے
تو میری زندگی مین طاعون سے ہلاک ہو گا - ورنہ مین
خدا کی طرف سے نہین" کیا اس سے ثابت نہین ہوتا
کہ خاص اس مقدمہ مین مرزا صاحب نے یہ معیار صدق
ٹھیرالیا ہو؟

اس تنقیح کا بار ثبوت بھی وہابی گروہ امرتسری کے ذمہ ہے وہ
یہ ثابت کرے کہ ثنائی مقدمہ مین مرزا صاحب علیہ السلام نے
اپنے تمام عقاید منقولہ رسالہ ہذا کے خلاف بغیر مقابلہ و مباہلہ
کاذب کی موت کو صادق کے صدق کی علامت یا معیار ٹھیرالیا تھا
جبتک یہ ثبوت نہین ملتا ثنائی پارٹی کے حق مین تنقیح سوم کا فیصلہ
بھی نہین ہوتا - حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس فقرہ مندرجہ تنقیح
سوم مین صرف اوس نتیجہ کا بیان ہے جو بصورت منظوری اُس دعاء
مباہلہ کے جو تمہید مذکورہ سے اگلے درج ہے پیدا ہوتا - یہ فی نفسہ
نہ کوئی دعا ہے نہ پیشین گوئی - اسی لئے ساتھ ہی حضور انور نے
ظاہر کر دیا کہ یہ بذریعہ الہام یا وحی بطور پیشین گوئی نہین کہا گیا
لہذا اس تنقیح کو بھی بحق مدعی بر خلاف مدعا علیہ فیصلہ کیا جاتا ہے -

اور تمہید مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کا بیان یہاں ختم کر کے تمام گذشتہ تقریر کا خلاصہ عرض کر دیتے ہیں

خلاصہ ہماری تمام گذشتہ تقریر کا

یہ ہے کہ تمہید میں حضرت مسیح علیہ السلام نے ثناء اللہ کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ میں بحضور رب العالمین تمہارے ساتھ فیصلہ کیلئے یہ درخواست پیش کرتا ہوں جسمیں دعاء مباہلہ بھی ہے اور درخواست فیصلہ بھی اگر تم نے دعاء مباہلہ کو بلا چون وچرا منظور کر لیا تو لاریب یہ نتیجہ ہوگا کہ صادق کی زندگی میں کاذب طاعونی موت سے ہلاک ہو جائیگا۔ اور جس مفسد کو بہت عمر نہ ملنے کا ذکر فرمایا ہے اوس سے وہ مفسد مراد ہے جو مدعی الہام ونبوت کاذب ہو جیسا کہ اگلے فقرہ میں اوس مفسد کا پتہ بھی بتا دیا کہ کس قسم کا مفسد اور کذاب بہت عمر نہیں پاتا اور وہ فقرہ یہ ہے جو اسکے متصل ہی واقع ہے کہ "اسکا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تاکہ خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے" یعنی جھوٹے الہام سنا سنا کر اور جھوٹی نبوت کا دعوی کے باعث گمراہی مخلوق خدا نہ ہووے اس توضیح نے تشریح کر دی کہ مرزا صاحب علیہ السلام کی مراد مفسد اور کذاب سے کس قسم کا کذاب ہے۔ پس تمہید میں بجز اسکے کہ بروئے قانون الہی مفسد کے متعلق اپنے عقیدہ

کا بیان ہے یا دعا مباہلہ مندرجہ اشتہار کی منظوری پر جو نتیجہ
ہوتا اوسکا ذکر ہے اور کچھ نہیں۔ بہر صورت تمہید کی عبارت
سے کسی قسم کا استدلال فریق مکذب کی بیہودگی پر دال ہے
تمہید سے آگے ایک دعا ہے جسکے لئے یہ تمہید لکھی گئی اور وہ

دعاء مباہلہ ہے

جو یہ ہے کہ "میں خدا سے دعا کرتا ہون کہ اے میرے مالک بصیر
و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے
اگر یہ دعوے مسیح موعود ہونیکا محض میرے نفس کا افترا ہے
اور مین تیری نظر مین مفسد اور کذاب ہون اور دن رات افترا کرنا
میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک مین عاجزی سے
تیری جناب مین دعا کرتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی
زندگی مین مجھے ہلاک کر اور میری موت سے انکو اور انکی جماعت
کو خوش کر دے آمین"

"مگر اے میرے کامل اور صادق خدا اگر مولوی ثناء اللہ
ان تہمتوں مین جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو مین عاجزی سے
تیری جناب مین دعا کرتا ہون کہ میری زندگی مین ہی انکو نابود کر۔
مگر نہ انسانی ہاتھون سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ
سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو۔

اور میری جماعت کے سامنے اُن تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض منصبی سمجھکر ہمیشہ مجھے دکھہ دیتا ہے۔ آمین یارب العالمین " بلفظہ استہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اِس دعا رمباہلہ کی منظوری پر جو نتیجہ ہوتا وہ اوپر تمہید مین اسطرح ظاہر کردیا گیا تھا کہ " اگر مین کذّب اور مفتری علی اللہ ہون تو مین ثناءاللہ کی زندگی مین ہلاک ہوجاؤنگا اور اگر ثناءاللہ کذّاب ہے تو وہ طاعون سے میری زندگی مین ہلاک ہوگا " بلامنظوری مباہلہ ایسا ہونا قطعاً جایز نہین۔

اس دعا کے دعا رمباہلہ ہونیسے کوئی سلیم الحواس انکار نہین کرسکتا حتیٰ کہ خود ملزم امرتسری بھی تسلیم کرتا ہے کہ یہ دعا رمباہلہ ہے چنانچہ اپنے مرقع جون ۱۹۰۸ء مین دجال قادیانی پر **میرے مباہلہ** کا اثر نمبر ۲ " کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جسمین پوری کذب بیانی سے کام لیتا ہوا ثابت کرنے بیٹھا ہے کہ مرزا صاحب نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو میرے ساتھ جو **مباہلہ** کا اشتہار شایع کیا تھا اسکو ایک سال گذرچکا اور آجتک کوئی اثر اوسکا ظاہر نہین ہوا۔ حالانکہ مرزا صاحب کا عام اصول ہے کہ جو **دعا بطور مباہلہ**[۱] کے کیجاوے اُسکا اثر ایک سال تک ہوتا ہے ایک سال سے متجاوز نہین ہوتا

[۱] لعنۃ اللہ علی الکاذبین

(۱) "ان واقعات کو ملحوظ رکھکر کوئی دانا کہہ سکتا ہے کہ مرزاجی کی دعاء مباہلہ کا اثر کچھ ظاہر ہوا" بلفظہ مرقع بقدر الضرورت صہ ۱۹

(۲) مولانا ابوالوفا کے ساتھ **مباہلہ کا اعلان** کیا تو اسکا بڑا اثر بھی آپ ہی پر پڑتا رہا" صہ ۲۴

جب ملزم کی زبان سے بھی ۱۵ اپریل والے اشتہار کی دعا کا دعا مباہلہ ہونا ثابت ہو گیا تو اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر امرتسری کاذب اسکو بلا چون وچرا قبول کر لیتا تو مباہلہ ہو جاتا یا نہین؟ بیشک اسپر دستخط کر دینے سے مباہلہ کی تعریف مسلمہ ثنائی کہ "مباہلہ کے اصل معنی یہ ہین کہ فریقین بالمقابل ایک دوسرے کے حق مین بد دعا کرین" مرقع اکتوبر سنہ صہ ۲۴ صادق آجاتی اور مباہلہ جب اپنے اصل معنون سے پورا ہو جاتا۔ تب وہ نتیجہ جو تمہید مین بتایا گیا تھا کہ کاذب صادق کی زندگی مین طاعون سے ہلاک ہوگا ضرور مترتب ہوتا۔ مگر افسوس کہ بزدل شیر قالین نے اس سے بری طرح جان بچائی اور مقابلہ مین نہ آیا دعاء مباہلہ کے بعد اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل سنہ مین بحضور رب العالمین احکم الحاکمین

عرض حال ہے

جو یہ ہے کہ دیر مین نے کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا

مگر اب میں دیکھتا ہون کہ ان کی (یعنی ثناء اللہ علیہ ما علیہ کی) بدزبانی حد سے گذر گئی وہ مجھے اُن چورون اور ڈاکوؤن سے بھی بدتر جانتے ہین جنکا وجود دنیا کیلئے سخت نقصان رسان ہوتا ہے اور انہون نے ان تہمتون اور بدزبانیون مین آیت لا تقف ما لیس لک بہ علم پر بھی عمل نہین کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکون تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبون پر بد اثر نہ ڈالتے تو مین ان تہمتون پر صبر کرتا مگر مین دیکھتا ہون کہ مولوی ثناء اللہ انہین تہمتون کے ذریعے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے ۔۔ بلفظہ اشتہار مذکورہ۔ مگر یہ امر نہایت قابل توجہ ہے کہ تمہید مین تو صرف ثناء اللہ کو خطاب کر کے اسکی شرارتون اور بدزبانیون کا بیان کیا ہے اور بعد اظہار شرارت ہار ثنائی شریر کو ہی مخاطب کر کے بتایا گیا ہے کہ اب میرا اور تیرا فیصلہ مباہلہ سے ہوگا بشرطیکہ شریر منظور کر لیتا اور یہ ایک عجیب نکتہ ہے کہ تمہید مین کسی جگہ بھی خیر الفاتحین و احکم الحاکمین سے روئے سخن نہین جس سے مضمون تمہید کے

دعا یا پیشین گوئی ہونے پر اشارہ ہی نکل سکے اور بعد دعاء مباہلہ تمام خطاب رب قدیر سمیع و بصیر سے ہے جسکو عرض حال سے ہم نے موسوم کیا ہے اور عرض حال ختم کرتے ہی درخواست برائے فیصلہ کیگئی ہے اس سے یہ امر بخوبی ظاہر ہوجاتا ہے کہ تمہید صرف دعاء مباہلہ سے متعلق ہے اور عرض حال کا تعلق درخواست فیصلہ سے ہے اور یہ دونوں صورتین ایک دوسری سے علیحدہ ہین - اور یہ اس بنا پر ہین کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اول دعاء مباہلہ پیش کی اور ساتھ ہی خیال فرمایا کہ اگر امرتسری مکذب نے اپنی قدیم عادت کے مطابق مباہلہ سے گریز کرکے اسپر دستخط نہ کئے تو پھر یہ مقدمہ جون کا تون ہی رہا اور نتیجہ کچھ بھی نہ نکلا - اسلئے آپ نے دوسرا طریق یہ سوچا کہ اپنے مالک و حاکم حقیقی الحی القیوم خدا سے اپنا حال عرض کرکے اس مقدمہ مین خدائی فیصلہ کیلئے اپنی ہی درخواست پیش کردی تاکہ مکذب اگر مباہلہ سے انکار کر جاوے تو خدائے قادر و توانا میری درخواست فیصلہ کے ذریعہ خود ہی فیصلہ فرمائے - غرضیکہ کسی پہلو سے راہ گریز و فرار اور اس مکار امرتسری عیار کیلئے نہین چھوڑی - اگر مباہلہ منظور کرے تو طاعون کا لقمہ ہو اور مباہلہ سے فرار ہو تو خدائی فیصلہ کا شکار ہو اسی بنا پر اس اشتہار کا نام ایڈیٹر ثنائی "آخری فیصلہ" رکھا جسکے بعد ثنائی مقدمہ مین مزید

قیل وقال کی ضرورت ہی نہ رہے۔ آخرکار یہی ہوا کہ گو مباہلہ
کو نامنظور کرکے اوس طاعونی موت سے تو جو مدعی کی حیات میں
اسپر وارد ہوتی بچ گیا لیکن خدائی فیصلہ سے جو مطابق قانون
الہی۔ من کان فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا و رہیمدہم فی
طغیانہم یعمہون صادر ہوا جسمین فریقین کو عذر و انکار نہ تھا اور مسلمہ طرفین
ہے نہ بچ سکا جسکا مفصل بیان آگے آئیگا انشاءاللہ الغرض خدا
کے حضور مین اپنا حال عرض کرنیکے بعد مسٗاوہ درخواست پیشکی جو

درخواست فیصلہ ہے

اور وہ یہ ہے وہ اسلئے (کہ ثناءاللہ اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا
ہے جو تو نے اے میرے آقا اپنے ہاتھ سے بنائی ہے) اب
مین تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب
مین ملتجی ہون کہ مجھ مین اور ثناءاللہ مین سچا فیصلہ فرما۔ بلفظ الزیف
اور پھر خدا کے فرمائے ہوئے الفاظ مین ہی اپنی درخواست
فیصلہ کو مزین فرمایا چنانچہ لکھا کہ

ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

یہ درخواست برائے صدور فیصلہ پیش کرنے کے بعد
صورت فیصلہ کے متعلق اپنی تمنا اور خواہش کا بدین الفاظ
اظہار کیا جو محض مدعی کی ایک

استدعاء

اور وہ یہ ہے کہ جو تیری نگاہ میں حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اسکو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر آمین ثم آمین (بالمفظہ الشریف)

ناظرین! یہ ایک جملہ انشائیہ ہے جسکو امرتسری مکذب حومس بانگی سے جملہ خبریہ کہکر اپنے ہمخیالون کو ضلالت کے گڑھے میں اور بھی دہکا دیکر گرا دیتا ہے اس استدعا کے آگے اشتہار کے آخر میں امرتسری ملزم نے

یہ التماس کی ہے کہ

بالآخر مولوی صاحب (ثناء اللہ) سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اسکے نیچے لکھدیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے (بلفظہ) اس میں تمام مضمون کو اہلحدیث میں چھاپنے کی اسلئے التماس کیگئی تھی کہ ثناء اللہ بیہودہ یانہ تحریف کرے ایسا نہ ہو کہ تمہیدی بیانات کو اصلی قرار دیکر بلا دعا مباہلہ فیصلہ الٰہی ظاہر

کرکے دہوکہ دے جیسا کہ اوس نے ہر جگہ اس تحریف کا
پورا ثبوت بہی دیدیا ہے دیکہو مراسلہ ثنائی مندرجہ اہلحدیث مورخہ
۲۶ اپریل سنہ اوس میں کسقدر تحریف سے لکہتا ہے کہ مرزا صاحب
قادیانی نے نرالے فیصلہ کا اشتہار دیا ہے کہ

"میں مولوی ثناء اللہ سے بہت تنگ آگیا ہوں
اوس نے مجہے بہت ستایا ہے اسلئے دعا کرتا ہوں
کہ وہ میری زندگی میں ہی طاعون سے نہ مرے تو میں
جہوٹا اب فیصلہ خدا کے ہاتہ میں ہے" بلفظہ

دیکہئے کسقدر تحریف ہے کہ کل مضمون کو ہی الٹ دیا پہلے
الفاظ تمہید سے تہے اور پہر عرض حال سے اور پہر آخری
التماس سے۔ سب کو خلط ملط کرکے اپنی یہودیت کا بین ثبوت
دیدیا۔ یہ وجوہات تہیں جسکی پیش بندی کیلئے تمام مضمون کو
اہلحدیث میں چہاپنے کی التماس مدعی نے کی تہی۔ الحمد للہ
ہم نے باحسن وجوہ ثابت کرکے دکہلا دیا کہ اشتہار مورخہ
۱۵ اپریل سنہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چند
فقرہ بیان کئے ہیں جنمیں سب سے اول ایک تمہید ہے پہر
دعا مثل مباہلہ ہے پہر عرض حال ہے اوسکے بعد درخواست
فیصلہ ہے نہ کہ اوس سے تمنا و استدعا لربوبیت
متعلق ہے آخر میں مدعا علیہ سے التماس ہے کہ خود دیدے

مکذّب بلا امتیاز باوجود عارضہ دانی و علم و فضل کے سب کو ایک ہی قرار دیکر اپنی مطلب براری چاہتا ہے۔ اور لایعنی طور پر لکھتا ہے کہ

"اگر ہم اس فیصلہ کو مرزا صاحب کی صرف دعا ہی سمجھیں اور ۲۵ اپریل کے بدر کے مضمون سے چشم پوشی ہی کر جائیں تو یہ دعا ایسی نہیں کہ معمولی دعا سمجھی جائے جسکا قبول ہونا نہ ہونا احتمالی ہو"

مرقع اگست ۰۸ء صہ ۴۲

ناظرین! دیکھئے اسمیں کسقدر فریب ہے کہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل کو اپنے معمولی دروغ سے فیصلہ ہی قرار دیکر انجمن کا ذہین کی ممبری نہیں بلکہ سکریٹریت کا اظہار کرتا ہے حالانکہ کئی جگہ بزبان خود اقرار کر چکا ہے کہ اشتہار مذکور میں ایک تو فیصلہ کیلئے دعا ہے اور ایک صورت فیصلہ ہے جیسا کہ مرقع ماہ اکتوبر ۰۸ء میں بہت سا استہزا کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ

"خدا کا نبی (اس سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں) اپنے مخالف (اس سے ثناء اللہ مراد ہے) کے ساتھ فیصلہ کی دعا کرنے اور صورت فیصلہ شائع کر دیے" بلفظہٖ صہ ۲۶

پھر ایک جگہ لکھتا ہے کہ اس اشتہار کے ذریعہ

"مرزا صاحب مجھ میں اور اپنے میں خدائی فیصلہ چاہتے ہیں" مرقع ستمبر سنہ صفحہ ۵

کسقدر بد دیانتی ہے کہ جس اشتہار کو درخواست فیصلہ اور دعا فیصلہ اور صورت فیصلہ کہہ چکا ہے اسی کو یہاں فیصلہ بتاتا ہے کیا یہ دہوکہ دہی اور شرارت یا جہالت ثنائی نہیں؟

بہر حال یہ امر مسلم ہے کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کے اشتہار میں دعا مباہلہ علیحدہ ہے اور درخواست فیصلہ جدا اور صورت فیصلہ جدا اور مقصود بالذات اس سے فریقین کے صدق اور کذب کا اظہار ہے نہ کسی کی موت وحیات۔ اسپر ثنائی گواہی چاہو تو وہ بھی موجود ہے۔ مرقع ستمبر سنہ میں امرتسری تسلیم کرتا ہے کہ

"(۳) یہ اعلان مرزا نے اپنے صدق و کذب کے معیار کیلئے شایع کیا تھا" صفحہ ۱۹

دوسری جگہ اگست سنہ میں بھی مانتا ہے کہ

"اس فیصلہ سے یہ نہیں کہ میرا اور مرزا صاحب کا کوئی ذاتی مقدمہ طے ہوا ہے بلکہ یہ کہ مرزا صاحب کے دعاوی کی جو میں تکذیب کیا کرتا تھا اوس اختلاف کا فیصلہ ہو گیا" بقدر الحاجۃ صفحہ ۲

اب مدعی کی زبان سے ہی جبکہ یہ امر فیصلہ پاگیا کہ اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل مین جو کچھ لکھا گیا ہے اوس سے کسی ذاتی مقدمہ کا فیصلہ مطلب نہین تہا بلکہ اصل مقصود بالذات اس سے فریقین کے صدق وکذب کا اظہار تھا تو اب ہم یہ دکہلاتے ہین کہ

(۱) جس مقصود کیلئے مدعی نے دعا کی تھی وہ حاصل ہوا یا نہیں؟

(۲) اگر وہ حاصل ہوگیا تو پہر دعاء مدعی کی قبولیت مین کیا شک رہا؟

ان دونون شقوں کے سمجہنے کیلئے ذیل کے سوالات کا صحیح جواب سن لینا ہی کافی ہے

فیصلہ کا کونسا طریق مفید مدعی ہو سکتا تھا؟

الف۔ آیا یہ کہ مدعی یعنی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام زندہ رہتے اور مدعا علیہ یعنی ثناء اللہ مرجاتا۔ یا

ب۔ یہ کہ مدعا علیہ زندہ رہتا اور مدعی وفات پاتا۔ یا

ج۔ یہ کہ دونون فوت ہوجاتے؟

ان سوالات کا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ بجز وفات مدعی اور حیات مدعا علیہ کے کوئی صورت ایسی نہ تھی جسکے وقوع پر مقصود بالذات مدعی کا حاصل سمجہا جاتا اور مدعی کی قبولیت دعا پر دلیل قائم ہوسکتی چنانچہ اسکو ہم ایک مکالمہ کی صورت میں بیان کرتے ہین سنئے

مکالمہ مصدق و محقق

مصدق- فرض کرو کہ مرزا صاحب علیہ السلام زندہ رہتے اور
ثناء اللہ طاعون یا ہیضہ سے ہلاک ہو جاتا تو جناب مسیح موعود
علیہ السلام کیا کارروائی اپنی صداقت کے اظہار میں ثنائی
طاعونی موت پر کرتے؟ **محقق** اگر حسب تمنا و استدعا دعی
یعنی مرزا صاحب ثناء اللہ طاعون سے اون کی زندگی میں مرجاتا
تو مرزا صاحب اور تم لوگ ان تحریرات اور تقریرات (مندرجہ
اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل) کو پیش کر کے (اپنی) سچائی کا اظہار
کرتے یا نہ؟ ضرور کرتے! (مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صہ ۲۶)

مصدق- ثناء اللہ کے مرنے پر مرزا صاحب کس پر اپنی سچائی کا اظہار کرتے
آیا اپنی جماعت پر جو نہ ثناء اللہ کے مرنے یا جینے پر مرزا صاحب
کی صداقت کا انحصار رکھتی تھی نہ مرزا صاحب کی صداقت کیلئے
کسی مزید نشان کی منتظر تھی یا گروہ مکذب پر؟

محقق- گروہ مکذب پر جو کہ مرزا صاحب کو صادق نہیں مانتا تھا۔

مصدق- جبکہ گروہ مکذب کو مرزا صاحب علیہ السلام ثنائی طاعونی
موت دکھلا کر اپنی صداقت پر استدلال فرماتے تو کیا مکذبین
آپکو صادق مان لیتے؟ جبکہ سنت اللہ اسطرح چلی آئی ہے کہ
فی آذانہم وقرا ط وان یروا کل آیۃ لا یؤمنوا بہا

اسکے کمالوں مین (ثنائی تحریر کا) لوجہ یہ ہے کہ نہ خیین اور نہ سمجھین یہ اون کی بدنیتی کی سزا ہے کہ اگر ساری نشانیان اور ہر قسم کے معجزات بھی دیکھہ لین تو نہ مانین گے ۵ تفسیر ثنائی جلد سوم صفحہ ۶۵ پس اپنی فطرت کے لحاظ سے بموجب آیت شریف

وان یروا سبیل الغی یتخذوہ سبیلا

جب گمراہی کی راہ (جسکو ثناء اللہ اہلحدیث امرتسر مین تیار کر گیا ہی) دیکھہ پاوینگے تو جہٹ سے اسکو ہی اپنی راہ بنا لینگے ۵ عمل کرکر کیا وہ ثنائی تحریرات کو اپنی آڑ نہ بنا لے ؟

محقق - ہان وہ ثنائی تحریر کی آڑ مین مرزا صاحب کی صداقت سے انکار کر جاتے مصدق - جب مرزا صاحبؑ یہ اشتہار دیتے کہ او مکذبو! دیکھو میری دعار مباہلہ کے مطابق امرتسری مرگیا تو فریق مکذب کیا مرقع نمبر اول جلد اول کا صفحہ ا جواب مین پیش کر دیتے جسمین باوجود مباہلہ کرکے مر جانیکے بھی مرنیوالیکا کاذب اور زندہ رہنے والے کا صادق ہونا ثنا اللہ نہین مانتا تھا جسکی اصل عبارت ذیل کو وہ ثنائی الفاظ مین پیش کرکے کہتے کہ

(۱) اگر وہ (ثناء اللہ) مباہلہ کر لیتا تو دجال سے خالی نہ تہا یا تو مرزا صاحب کی زندگی مین مرتا تو ثابت ہوتا کہ اونکے مباہلہ یا دعا کا اثر نہین بلکہ وہ (ثناء اللہ) اپنی

اجل سے مرا ہے اور اگر مرزا صاحب کے بعد مرتا
تو کھلی کھلی تکذیب (مرزا صاحب کی) ہوتی"! بلفظہ صہ ۱۱

اس عذر کا۔ جو مرنیوالے نے پہلے سے تراش رکھا تھا مرزا صاحب کیا جواب دیتے جس سے وہ ملزم ہوجاتے اور ساکت وہ تو مباہلہ کرکے بھی مرتا تب بھی فریق مکذب مریع کی اس تحریر کی رو سے مرزا صاحب کو صادق نہ مانتا پھر بھلا بغیر منظوری مباہلہ ہی ثناءاللہ کا مرجاتا دشمن پر کس طرح حجت قائم کرسکتا تھا؟

تا بہ ثنائی موت اگر طاعون سے واقع ہوتی تو مرزا صاحب یہی اشتہار دیتے کہ او مکفرو! دیکھو میری دعاء مندرجہ اشتہار ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے مطابق تمہارا ہیرو طاعون سے مرگیا ہے اب تو مجھے صادق مانو! ایسے اشتہار پر مخالفین اگر جواب دعوی ملزم متوفی مندرجہ اہلحدیث مورخہ ۲۶ اپریل کا فقرہ پنجم پیش کرکے کہتے کہ مرنیوالے نے پہلے ہی نہیں لکھدیا تھا کہ

طاعون سے مرنیوالا بموجب حدیث شریف کے
شہید ہوتا ہے پھر ہم کیوں تمہاری دعا پر بھروسہ
کرکے مرنیوالے کو کاذب جانیں"

وہ تو فاضل سے بھی بذریعہ طاعونی موت افضل ہوگیا ہے۔ پھر حضرت مرزا صاحب علیہ السلام ایسا کہنے والوں پر کیوں کر

حجت قائم کرتے؟

ثالثاً ثنائی موت پر مرزا صاحب علیہ السلام اپنی صداقت کیلئے جب یہ اعلان کرتے کہ میری دعا فیصلہ کے مطابق ثناء اللہ مرگیا ہے کہو او شریرو! اب بھی مجھے صادق مانتے ہو یا نہیں؟ تو کیا شریر پارٹی اہلحدیث ۲۶ اپریل سے مندرجہ ذیل ثنائی انکار پیش کر کے نہ کہتے۔ کہ مرنیوالے نے تو قبل از موت ہی خود شائع کر دیا تھا کہ

تمہاری یہ دعا کسی صورت سے فیصلہ کن نہیں ہو سکتی اور یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا اسکو منظور کر سکتا ہے!!

پھر بھلا ایسا فیصلہ جو کسی صورت میں فیصلہ کن اور مسلم ملزم نہ تھا کس طرح قابل تسلیم ہو سکتا ہے؟ تو مرزا صاحب؏ اسکا کیا جواب دیتے جس سے شریر گروہ ملزم ہو جاتا؟

رابعاً اگر ثنائی موت پر مرزا صاحب علیہ السلام یہ اعلان کرتے کہ او بد انجام مکذبو! دیکھو جھوٹے مفسد کو لمبی عمر نہیں دیگئی اور وہ صدوق کی زندگی میں نامراد ذلت کے ساتھ مرگیا اور میں زندہ ہوں۔ اب تو مجھے صادق مان لو۔ تو کیا ثنائی پارٹی ۲۶ اپریل کے اہلحدیث کے حاشیہ کو پیش کر کے نہ کہتے کہ مرنیوالے نے تو پہلے ہی قانون خدائی کی وضاحت کا حوالہ دیکر لکھدیا تھا

کہ خدا تعالیٰ جھوٹے دغاباز مفسد اور کذاب کو بروے قانون
مقررہ خود (۱) مَن کانَ فی الضلالۃ فلیمدد لہ الرحمٰن مدا
(۲) انما نملی لہم لیزدادوا اثما (۳) یمدہم فی طغیانہم یعمہون لمبی عمر اور
مہلت دیا کرتا ہے لا پھر بتلائے کہ ایسا زندہ رہنا اگر دلیل صداقت
مان نہیں تو ان دفعات قانون الٰہی کے مکذب نہ بنینگے۔ اسیطرح
ثنائی موت اور آپکی حیات ثنائی تکذیب پر دلیل نہیں ہو سکتی پھر
نہ پیش ہونے پر مرزا صاحب کس طرح سے عذر داران
کو ملزم کرتے ؟

خامساً۔ اور پھر ثنائی کمپنی آپکے ساتھ مسیلمہ کذاب کی نظیر
پیش کرکے نہ کہتی کہ مرنیوالے نے جبکہ مرقع اہلحدیث کے
صفحہ ۹ ستمبر ۱۹۰۷ء کے صفحہ ۱۴ پر صادق کی زندگی اور کاذب
کی موت کو دلیل صدق و کذب گردانا ہی نہیں بلکہ برخلاف
اسکے مسیلمہ کذاب کا زندہ رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کا وفات پانا نظیراً دکھلا کر لکھدیا تھا کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم باوجود سچے نبی ہونیکے مسیلمہ کذاب سے پہلے انتقال
ہوئے اور مسیلمہ باوجود کاذب ہونیکے صادق سے پیچھے مرا۔
کیا کسی اہل علم کی یہ شان ہو سکتی ہے کہ اپنی قسم کی (کہ صادق کی
زندگی میں کاذب مرجاوے) دعا کرے لا پھر پہلا ہم آپکے زندہ
رہنے اور ثناء اللہ کے مرجانیکو آپکے صدق اور ثناء اللہ کے

کذب کا معیار کیونکر مان لین - بلکہ ثنائی موت سے تو آپکا کذب
ثابت ہوتا ہے اور ثناء اللہ مرنیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا اور آپ زندہ رہنے مین مسیلمہ کذاب کے مثل ثابت ہوئے
تو اس نظیر مسلمہ خصم کا کیا جواب ہوسکتا تھا ؟

سادساً - اور پھر ثنائی گروہ جب یہ عذر کرتا کہ مرنیوالے نے کیا
یہ نہین بتا دیا تہا کہ اس قسم کی بردابرد لگا نا کہ ''جہوٹا سچے سے
پہلے مرجایگا مرزا صاحب کی چال بازی ہے جس سے غرض
آپکی یہ ہوتی ہے کہ اگر حریف پہلے مرگیا تو حقًّا خوب لٹو ہونگی
اور اگر خود بدولت خسکم جہان ہاک ہو گئے تو کوئی تیر پرلات
مارنے تہوڑا ہی آ جائیگا'' وطن ۲۶ر اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۱۱ کالم ۲ -
پھر بھلا ہم ثناء اللہ کے مرنیسے کیون حقًّا کی طرح لٹو ہین -
اسلیے بہی آپ صادق اور ثناء اللہ کاذب نہین کہلا سکتا
تو اس کا کیا جواب مسلمہ خصم مرزا صاحب سلام علیہ دے
سکتے تھے ؟

سابعاً - جب ثنائی گروہ یہ کہتا کہ کیا مرنے والے نے پہلے ہی
نہین لکھدیا تہا کہ ان دنون طاعون کی شدت ہے خصوصًا
پنجاب مین بالخصوص لاہور مین جو امرتسر سے بہت قریب ہے
ایسے وقت مین طاعون ہیضہ وغیرہ کی موت کی دعا محض حسن
بن صباح کی دعا کی طرح ہے جب اوسنے دیکہا کہ جہاز ڈوبنے

رنگ ہے تو بلند آواز سے کہدیا کہ مجھے الہام ہوا ہے جہاز نہیں ڈوبیگا جس سے اوسکی غرض یہ تھی کہ اگر ڈوب گیا تو سب مرجائینگے کون میرے کذب پر مجھے الزام دیگا اور اگر بچ رہا تو سارے معتقد ہو جائینگے یونہی چال تمہاری (مرزا صاحب کی) ہے" اہلحدیث ۲۶ اپریل سنہ صفحہ فقرہ چہارم پر بسلام کس طرح ثناءاللہ کی طاعونی موت کو آپکی دعا سے یقین کریں اور کیوں نہ حسن بن صباح کے الہام کی طرح جانیں جیسا کہ اس نے جہاز کو بھنور میں دیکھکر یہ کہدیا تھا کہ نہیں ڈوبے گا ایسا ہی آپ نے شدت طاعون کو دیکھکر کہدیا کہ طاعون سے ثناءاللہ مر جائیگا سو شدت طاعون نے ثناءاللہ کو مارا ہے نہ کہ آپکی دعا نے جیسا کہ پہلے سے اوسنے بتا رکھا تھا اسلئے نہیں ہم آپکو صادق نہیں مان سکتے۔ تو کیا جواب دیتے جس سے ملزم پر حجت قائم ہو جاتی؟

تماشا۔ جب ثنائی گروہ یہ کہتا کہ کیا مرنیوالے نے پہلے سے ہی نہیں بتا رکھا تھا کہ اس قسم کی دعا کہ جھوٹا سچے سے پہلے مرے سرے ہی سے خلاف شریعت ہے جسکا ثبوت نہ قرآن میں ہے نہ حدیث میں اہلحدیث مورخہ مئی سنہ و ۲۲ جون سنہ صفحہ پھر کیوں ہم زندگی کو آپکی صداقت اور مرنیوالے کی موت کو اسکی تکذیب کی دلیل سمجھیں جو دعا ہے

سرے سے خلاف شریعت ہے اسکی قبولیت کو آیہ لم کذب
کرنا مسلمانون کا کام نہین۔ قرآن شریف جو خدا کا قانون ہے
اور وسکا قول جیسا کہ اسمین تو مفسد کے مہلت پانے کا ثبوت ہے
تصدیق مسیلمہ کذاب کو زندہ رکھکر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو
اسکے سامنے وفات دیکر خداوند کریم نے فعلاً کر دی پس جبکہ
قول و فعل الہی مطابق ہو گئے تو اسکا خلاف لاریب خدائی قانون
کا خلاف سمجھا جائیگا اسلئے بھی ثناء اللہ کے مرنیسے آپ
صادق نہین مانے جا سکتے۔ تو مرزا صاحب کیونکر خلاف مسلمات
خصم الزام دیتے ؟

تاسعاً جب ثنائی پارٹی یہ کہتی کہ کیا مرنیوالے نے یہ
نہین کہا تھا کہ کسی نبی نے بھی اس طرح اپنے مخالفون کو
اس طریق سے فیصلہ کرنیکی طرف نہین بلایا" اہلحدیث ۲۶ اپریل
۱۲ء صفحہ ۶ پھر بھلا ہم ایسے طریق فیصلہ کو جسکا سراسر منہاج
الانبیاء کے خلاف ہونا پہلے سے ہی ثناء اللہ نے بتا دیا
تھا کس طرح خدائی فیصلہ قبول کر کے آپکی تصدیق اور مرنیوالے
کی تکذیب کرین۔ تو کس طرح اونپر حجت قائم کرتے ؟

عاشراً جب ثنائی گروہ یہ کہتا کہ کیا آپنے مدعا علیہ کے
جواب دعوے مورخہ ۲۶ اپریل ۱۲ء مندرجہ اخبار اہلحدیث کا
کوئی تردیدی جواب الجواب بھی عدالت مین پیش کیا تھا جسکا

رسالہ احمدی جلد ۲ نمبر ۸ بابتہ ماہ اگست ۱۹۱۲ء

پیشگوئی اس لیے بھی ضروری تھا کہ مدعا علیہ نے آپکے مجوزہ طریق فیصلہ کو منظور نہیں کیا اور قانونی دفعات قرآن بے نقش اور حدیث بے نقش سے معارضہ میں پیشگوئی کے آپکے طریق فیصلہ کو منہاج نبوت کے برخلاف ٹھہرا کر اور مثیل ڈالی نظیر بتا کر اور بھی مشکوک و مشتبہ کر دیا ہے۔ باایں ہمہ جبکہ آپ نے اسپر سکوت کیا تو معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں آپکو بھی ایک حد تک مسلم تھیں اور آپکو بھی اس طریق فیصلہ مجوزہ خود کے مطابق صدور فیصلہ کی امید نہ رہی تھی تب ہی تو کوئی جواب نہیں دیا۔ مدعی کیا آپ کو یہ معلوم نہ تھا کہ اگر مدعا علیہ ثنا اللہ مر گیا تو اس کی موت سے باوجود اسقدر معارضات ونظائر قانونی پیشگوئی ورد مدعا علیہ وانکار مدعا علیہ کے ہم کیونکر ثنائی جماعت کو ملزم کرسکینگے کیونکہ الزام ہمیشہ مسلمات خصم سے قائم کر کے حجت تمام کیجاتی ہے نہ کہ اپنے مسلمات سے مخالف کو ملزم بنایا جاوے۔ مدعا علیہ کی یہ سب پیش بندی اسی واسطے تو تھی کہ اگر میں (ثناء اللہ) طاعون سے مدعی کی زندگی میں مر بھی گیا تو میری طاعونی موت اور مرنے کو کہیں میرے بعد مدعی نبی صداقت کی دلیل گردان کر میرے ہم خیالوں اور ہم نواؤں کو ملزم

کر کے ثناء اللہ کی تکذیب پر تائید حاصل کرے ۔۔

مرقع اکتوبر ۱۹۰۸ء صفحہ ۲۶

اور کذاب اکبر امرتسر مخرج ہے پوچھتے ہیں اور اسی کے الفاظ میں پوچھتے ہیں کہ

"کس قدر شرم کی بات ہے کہ جو بات پہلے خود کہتے ہو۔ (کہ یہ دعا تمہاری کسی صورت میں فیصلہ کن نہیں ہو سکتی۔ یہ تحریر تمہاری مجھے منظور نہیں نہ کوئی دانا اس کو منظور کر سکتا ہے۔ یہ طریق فیصلہ ہی منہاج نبوت کے خلاف ہے وغیرہ وغیرہ) جو اصول خود مقرر کرتے ہو (کہ مفسد اور کذاب کو خدا مہلت دیتا ہے ویمدھم فی طغیانھم یعمھون وغیرہ کے مطابق اسکو بدی کرنے کے لئے لمبی عمر دیجاتی ہے) جب مخالف اوس سے کام لیتا ہے تو ادہر اودہر جھانکتے ہو اور یوں دیکھتے ہو کالذی یغشی علیہ من الموت

دو ہا بیو) سہ انچہ بخود نمی پسندی بدیگران مپسند

مرقع اگست ۱۹۱۰ء صفحہ ۴۵

ناظرین! یہ نہ سمجھیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کوئی عام اصول بطور کلیہ کے فرمایا تھا کہ سچا زندہ رہتا ہے اور جھوٹا مرجاتا ہے۔ ہرگز نہیں بالکل جھوٹ ہم اسکا ثبوت اسی رسالہ

مین حضور علیہ السلام کی تحریرون سے پیچھے دے آئے ہین یہ محض کذاب امرتسری کی دہوکہ دہی ہے کہ وہ اسکو حضور پر لوز مسیح موعود علیہ السلام کا کلیہ بناتا ہے باوجود جھوٹ اور محض کذب کے پھر اتنا حوصلہ کہ ہر ایک تحریر مین اسی اصول کو پیش کیا جاتا ہے۔ اور اپنا مسلمہ اصول ویمدھم فی طغیانھم یعمھون والا جبکہ اپنی ذات پر عمل مین آتا ہوا دیکھتا ہے تو اسکو پس پشت ڈالتا ہے۔ اس لئے ہم اسی کے الفاظ مین پھر اس سے دریافت کرتے ہین کہ کیون جی اکذب الناس صاحب :-

"تم جب خود اپنے اس اصول (یمدھم فی طغیانھم یعمھون) کی زد مین آئے اور اپنی منہ مانگی (حیات بدتران ممات مین پہنچے تو۔ (سب قرآن و حدیث و نظائر مسیلمہ کذاب والی سے منہ پھیر کر خود بھی اور سائحقہ ہی اپنے حامیان) یاوفا کو اپنی آفت مین پہنسا بیٹھے کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن خدا کی شان کہ اس سرخ موت سے بچنے کے لئے جو مکر کیا تھا کہ اگر مین مرگیا تو مرزا صاحب کی حیات کو میرے ودم افتادہ کہین انکی صدق کی دلیل نہ قرار دے لین بلکہ میرا مرنا مثل وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھین اور مرزا صاحب کا زندہ رہنا مثل مسیلمہ کذاب کے ہو خدا ئی

قانون اذا یحیق مکر السیء الا باہلہ کے مطابق وہ مکار بدکردار پر ہی پڑا اور جو مرزا صاحب کے لئے سوچا تھا بغیر مرزا صاحب علیہ السلام کی کسی کوشش کے انہی کے پیش آیا اللہ اکبر یہی مضمون ہے اس شعر کا

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا!!

مرقع اگست سنہ ۰۸ء صفحہ ۲۰

الحمد للہ علی احسانہ کہ جسکے فضل و کرم سے ہمنے یہ امر بپایہ ثبوت پہونچا دیا کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کا ثنائی معارضات وعذرات مندرجہ بالا کے بعد زندہ رہنا اور ثناء اللہ کا طاعونی موت سے مارا جانا ہرگز ہرگز مرزا صاحب علیہ السلام کی صداقت کا مثبت اور ثناء اللہ کا مکذب نہ ہوتا۔ یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت عادیہ کے موافق اگر فیصلہ الہی صادر ہوتا تو وہ ثنائی پارٹی پر کسی طرح حجت نہ ہوسکتا دجالی گروہ پر ایسا فیصلہ حجت قائم کر سکتا تھا جو اس کے اصول اور مسلمات پر صادر ہو جیسا کہ ہوا پس نوعیت فیصلہ کے تبدیل ہو جانے سے مرزا صا سلام علیہ کی دعا قبول نہ ہونا نہیں سمجھا جا سکتا البتہ استدعا میں جو تمنا و خواہش حضور انور کے خلاف ضرور کہا جائیگا سوا ایسے خلاف سے حصول مدعا و غرض اصلی میں جو مقصود بالذات تھی کچھ

خلل ذرا نہیں ہوا۔ اور غرض مطلوبہ فیصلہ الہی سے اظہار صدق تھا وہ کالشمس فی النہار ہوگیا۔ اگرچہ شپرہ چشم لوگوں کو نظر نہ آوے ہان یہان اس بات کا ثبوت دینا ہمارے ذمہ ہے کہ تمنا و خواہش طبعی کا پیدا ہونا نہ منافی صداقت ہے نہ منافی نبوت و رسالت۔ یہ ثبوت بھی ہم ثنائی اقرار سے پیش کر دیتے ہین تاکہ دجالی گروہ کو پھر انکار کا موقع نہ رہے سو بفضلہ امرتسری مکذب اپنی اردو کی تفسیر مین زیر آیت کریمہ وما ارسلنا من قبلک رسول ولا نبی الا اذا تمنیٰ لکھتا ہے کہ

"اے رسول! ہم نے تجھسے پہلے جتنے رسول یا نبی بھیجے ہین سب سے یہی واقع پیش آتا رہا کہ جب کبھی انہون نے کوئی آرزو دل مین جمائی تو شیطان نے انکی آرزو مین وسوسہ ڈالا یعنی انہون نے اگر کسی کام کی انجام دہی کی تمنا کی تو شیطان نے اس خواہش کو بڑھا کر اور بھی ترقی دی یہانتک کہ عوام کے ذہن نشین ہوا کہ فلان کام جسکا انجام کو پہونچنا پیغمبر صاحب نے چاہا تھا وہ بس ابھی ہوجائیگا حالانکہ مشیت الہی مین ایسا نہ ہوتا تھا پھر آخر کار جو ہوتا وہ منشاء ایزدی کے موافق ہی ہوتا چنانچہ اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے خیالات اور خواہشات کو مٹا دیتا ہے اور اپنے

ارشادات کو وحی کے ذریعہ سے بتلاتے ہوئے
محکم اور مضبوط کر دیتا ہے یعنی انکا وقوع حسب
موقع ہو جاتا ہے گو پیغمبر کی منشا کے خلاف بھی
کیوں نہ ہو مگر خدا کے علم اور حکمت کے خلاف
نہیں ہوتا" بلفظہ تفسیر ثنائی جلد پنجم صفحہ ۱۰
اس تفسیر ثنائی سے چھ امور ثابت ہوتے ہیں جو بحث ہذا
پر پوری روشنی ڈالنے والے ہیں۔
الف۔ انبیا کے دلوں میں بھی خواہشات اور
تمنائیں پیدا ہوتی ہیں
ب۔ انبیا کی خواہشوں میں شیطان ترقی کر دیتا ہے
ج۔ اس خواہش دلی اور شیطان کے وسوسہ
سے ترقی یافتہ تمنا پر انبیا بڑی تحدی کر بیٹھتے
ہیں جس سے عوام الناس یا مثل امرتسری خناس
کے کہنے لگتے ہیں کہ پیغمبر نے جو آرزو کی تھی وہ
ابھی اور حسب خواہش نبی ہو جائیگی
د۔ بعض خواہش یا تمنا مشیت الہی کے خلاف
بھی ہوتی ہے
ہ۔ آخرکار خدا تعالیٰ الٰہی خواہشات کو مٹا دیتا اور اپنی
مشیت کو پوری کرتا ہے جو وحی الہی کے مطابق ہوتی ہے

و- خدائی حکم یا فیصلہ انبیاء کی منشاء کے برخلاف
بھی ہو سکتا ہے مگر خدا کے علم و حکمت کے خلاف
نہین ہوتا- اور اس سے صداقت نبی مین کوئی فرق نہیں آتا۔
دیکھیے خدائی شہادت اور ثنائی بیان سے ہی واضح ہو گیا کہ
انبیاء کی تمنا و خواہشات کے خلاف ہونے سے اون کی صداقت
مین فرق نہین آتا تو یہ امر فیصلہ پاگیا کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام کی تمنا و خواہش کا منشاء الہی کے ماتحت ہو جانے
سے یہ نہین کہا جائیگا کہ حضرت ممدوح کی دعاء اصلی قبول
نہین ہوئی یا مقصود بالذات حاصل نہین ہوا
محقق- واقعی آپ نے مسلمات خصم سے حجت قائم
کرکے ثنائی پارٹی کو سخت ملزم کر دیا ہے اب عقل و انصاف اور دیانت
و شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ منکر گروہ اسکو تسلیم کرے یہ
فیصلہ نہ صرف اوسکا اپنا مسلمہ ہے بلکہ مسلمہ فریقین ہی ہے
جیسا کہ مرزا صاحب نے ثنائی معارضات پر سکوت فرماکر
رضامندی کا اظہار کر دیا علاوہ ازین حسب اصول خود لا امر
یوخذ باقرارہ اہلحدیث ۲۶ مارچ ۱۹۰۸ ثناء اللہ خود اپنے
اقرار سے ماخوذ ہو گیا ہے اور حسب اصول مندرجہ تفسیر
ثنائی جلد چہارم حاشیہ صفحہ ۷ کہ دلیل کفار کے مسلمات
سے دینی چاہیے نہ کہ اپنے مسلمات سے آپکے حسب فریقین کے مسلمات سے

اور خصوصاً تسلیم کردہ ثنائی اصول سے استدلال کیا ہو جو ثنا باللہ ایڈیٹر کو پر اتمام حجت ہو بیشک اگر مرزا صاحب علیہ السلام کی زندگی مین امرتسری منکر طاعون وغیرہ سے ہلاک ہوتا تو مرزا صاحب کی صداقت سخت مشتبہ رہتی ۔ اب کوئی اشتباہ ثنائی کذب اور مرزا صاحب کے صدق مین نہین رہا ۔ بیشک مرزا صاحب کی دعا قبول ہوی اور مقصود بالذات حاصل ہو گیا اور منکر کا کذب کہلگیا

فثبت المدعا

ثنائی تصویر کا بیسرا رخ اور علی فتح کی حقیقت

اب ہم نہایت اختصار کے ساتھ امرتسری منکر کا بدنما چہرہ اور بگڑی ہوی صورت کٹی ہوئی ناک کو سینما ٹوگراف کے ذریعہ سے اپنے ناظرین کو دکہاتے ہین ۔ اور اسکو بطور سوال وجواب کے نقل کرتے ہین جس سے جلد تر ہر ایک شخص ثنائی تصویر کو پہچان سکے ۔ وہو ہذا

مکالمہ نجدی واحمدی

احمدی ۔ مرزا صاحب علیہ السلام نے اشتہار مورخہ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء مین تم سے مباہلہ چاہا ہے یا تمہارے حق مین کوئی پیشگوئی فرمائی ہے یا دعا رفیصلہ کی ہے ؟

محک مجیب- مرزا صاحب نے بیسے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں **مرجاییگا**" ضمیمہ مرقع بابت جون ۱۹۰۸ء

احمدی - اگر یہ پیشگوئی تھی تو اشتہار مذکور میں مرزا صاحب نے یہ کیوں لکھا کہ "یہ کسی الہام یا وحی کی بناپر **پیشگوئی نہیں**"

محک مجیب- اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اسوقت مرزا صاحب کو اس تحریک الہی کا علم نہ تھا جسوقت انہوں نے یہ اشتہار دیا تھا لیکن بعد کے الہامات اور اعلامات خداوندی سے انکو معلوم ہوا کہ اس کی تحریک خدا کی طرف سے تھی تو انہوں نے کھلے الفاظ میں اظہار کیا کہ اس کی بنیاد خدا کی طرف سے ہے۔ بلکہ اس کی قبولیت کا الہام بھی شایع کردیا" مباحثہ لدھانہ پرچہ ثنائی نمبر اول فاتح قادیاں صفحہ ۱۰ و ۱۱

احمدی - اس عبارت ثنائی کا مطلب یہ ہے کہ واقعہ ۱۵ اپریل تک۔ یوم تحریر اشتہار تک تو حضرت اقدس علیہ السلام کو یہ بیان مندرجہ اشتہار متنازعہ کے منجانب اللہ ہونیکا علم تھا نہ کوئی الہام قبولیت مضمون اشتہار کے متعلق خدا کی طرف سے ہوا تھا۔ البتہ بعد اشاعت اشتہار خدا نے فرمایا کہ یہ اشتہار ہماری تحریک اور حکم سے ہے اور ہم نے مقبول و منظور کرلیا ہے" جس سے ثابت ہوا کہ مرزا صاحب علیہ السلام کا

اشتہار مین یہ درج فرمانا کہ "یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہین ہے" صحیح و درست تہا یا مگر سخت بے حیائی یا حواس باختگی سے پہر تم نے دروغگو را حافظہ نہ باشد پر عمل کر کے دوسرا بیان اسکے خلاف کیون دیا؟

محمدی ۔ دوسرا بیان مین نے اس کے خلاف کوئی نہین دیا۔ بتاؤ وہ کونسا ہے۔؟

ثنائی حلف دروغی

احمدی ۔ دیکھو اپنا پرچہ نمبر ۲ مندرجہ مباحثہ لدہانہ خارج قادیان صفحہ ۲۹ جہان تم نے جہوٹ بولا ہے اور وہ یہ ہے "مرزا صاحب نے جو اشتہار مین الہام یا وحی کی نفی کی ہے اوس کی ایک (۱) وجہ تو پہلے پرچہ مین عرض کر چکا ہون دوسری وجہ وہ ہے جو صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور کے ساتھ انکا معاہدہ ہوا تہا کہ مین الہام جتا کر کسی کی موت کی پیشگوئی نہین کرونگا اسلئے انہون نے اس اشتہار مین الہام کا نام نہین لیا۔ بلکہ نفی کر دی" بلفظہ

دیکہا تمہاری دوسری وجہ نے پہلی وجہ کو از سرتاپا باطل کر دیا اور پہلے بیان کے خلاف دوسرا بیان دیکر تم حلف دروغی

کے بھی مرتکب ہوئے جس سے تمہارا کاذب متقی ہونا معلوم ہو گیا

مجیب ہے - پہلی وجہ کس طرح باطل ہو گئی اور میرے پہلے بیان کے خلاف دوسرا بیان کیونکر ہوا جس سے مین جرم حلف دروغی کا مرتکب سمجھا گیا؟

احمدی ہے - تم بڑے ہی غبی الطبع اور بطی الفہم ہو کر صریح جھوٹ بولکر بھی نہیں سمجھ سکتے کہ کیا جھوٹ بولا ہے - سنو! تمہاری پہلی اور دوسری وجہ کا تضاد اور پہلی اور دوسری بیان کا تناقض اسطرح ہے کہ پہلے تو تم نے یہ کہا کہ ۲۰ اپریل سنہ کے دن تک جبکہ اشتہار لکھا گیا تھا مرزا صاحب علیہ السلام کو منجانب اللہ کوئی الہام وغیرہ ایسا نہین ہوا تھا جس سے اشتہار مذکور کا بحکم الہی لکھا جانا اور مضمون مندرجہ اشتہار کی منظوری و قبولیت کا وعدہ دیا جانا معلوم ہوا ہو بلکہ بعد اشاعت اشتہار کے خدا کی طرف سے علم دیا گیا اور الہام کیا گیا کہ یہ اشتہار اور مضمون مندرجہ اشتہار ہماری تحریک اور حکم سے تم نے لکھا ہے اور ہم نے اسکو منظور اور قبول فرما لیا ہے اس لئے مرزا صاحب نے اشتہار مذکور مین الہام و وحی کی نفی کی تھی!!

دوسری دفعہ تم نے یہ کہا کہ اشتہار مین الہام و وحی کی نفی اس لئے کی تھی کہ ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے ساتھ مرزا صاحب یہ معاہدہ کر چکے تھے کہ مین الہام کی بنا پر کسی کی موت

کی پیشگوئی نہیں کرونگا" جس کا صریح یہ مطلب ہے کہ بوقت تحریر اشتہار ہی حضرت مرزا صاحب علیہ السلام کو خدا نے الہام کر دیا تھا جسکی بنا پر یہ اشتہار لکھا گیا مگر ڈپٹی کمشنر والے معاہدہ کے باعث مرزا صاحب نے اسکا اخفا کیا تاکہ مواخذہ نہو۔ یہ ہے پہلی وجہ اور دوسری وجہ کا تناقض کہ اگر پہلے وجہ صحیح ہے تو دوسری بالکل جھوٹ اور دوسری صحیح ہے تو پہلی سراسر دروغ ہے کیونکہ پہلے بیان مین تو تحریر اشتہار کے دن تک اشتہار کے متعلق کسی الہام الٰہی کا نہونا بتایا گیا ہے اور یہی وجہ تھی کہ حضرت مرزا صاحب سلام علیہ نے اشتہار میں الہام و وحی کی نفی فرمائی تھی۔ اور دوسرے بیان کا منشا یہ ہے کہ اشتہار سے پہلے خدا کی طرف سے الہام قبولیت اشتہار کا ہو چکا تھا۔ اور مرزا صاحب علیہ السلام کو اسکا علم تھا مگر بوجہ معاہدہ سرکاری مرزا صاحب علیہ السلام نے اسکو مخفی رکھکر بخوف مواخذہ الہام و وحی کی نفی اشتہار مین کر دی" کہو اب بھی تمکو اپنی جہالت کا پتہ لگا یا نہیں؟ اگر اب بھی نہیں سمجھے تو نہ صرف جاہل ہی تم کو کہا جائیگا بلکہ جہل مرکب کا لقب بھی دیا جائیگا

محکی۔ یہ ہر دو بیان باہمی متضاد نہیں ہین۔ بلکہ نفی الہام کی دو وجوہ موجہ بیان کی گئی ہین اور دونوں صحیح ہین۔

احمکی۔ اچھا اگر دونوں صحیح ہین تو یہ بیان تمہارا جھوٹا ہے جو تم نے ثنائی پرچہ اول مین تحریر کیا ہے کہ "جناب مرزا صاحب

سے پندرہ اپریل کو اشتہار مذکور شایع کیا ۲۵ اپریل کے اخبار بدر مین اوسکے الفاظ یہ شایع ہوئے . ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے وہ دراصل ہماری طرف سے نہین بلکہ خدا ہی کی طرف سے اوس کی بنیاد رکھی گئی ہے رات کو ہماری توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا اجیب دعوۃ الداع ۔ ان الفاظ سے میرے دونون دعوے ثابت ہوتے ہین (الف) اس دعا کی بنیاد خدا کی طرف سے تھی (ب) اس دعا کی قبولیت کا وعدہ تھا ۔ بلفظہ ملخصًا فاتح قادیان صفحہ ۱۱ اس بیان مین تم نے ۱۵ اپریل تحریر اشتہار سے بعد ۲۵ اپریل کو اس تقریر کا فرمانا اور الہام کا ذکر کرنا بتایا ہے جس سے ثابت ہوا کہ تحریر اشتہار کے وقت یہ الہام نہین ہوا تھا بلکہ بعد اشاعت اشتہار ہوا اسلئے بوجہ عدم علم مرزا صاحب نے اشتہار مین وحی و الہام کی نفی کی تھی . اب بتاو کہ جس حالت مین بر وقت تحریر اشتہار کوئی الہام اشتہار مذکور کے متعلق ہوا ہی نہین تھا اور جس الہام کو تم اشتہار کے متعلق کہتے ہو اوسکو ۲۵ اپریل کے بدر سے بعد اشاعت اشتہار ظاہر کرتے ہو تو پھر مرزا صاحب کا ڈپٹی کمشنر گورداسپور کے معاہدہ کی پابندی سے اشتہار مین نفی الہام کی کرنا تو ثابت نہ ہوا بلکہ دراصل عدم علم سے نفی مذکور کیگئی تھی . اس صورت مین نفی الہام کی وجہ ڈپٹی کمشنر کا معاہدہ کیسے کہا جاتا ہے اور وہ اس نفی الہام کا باعث کیونکر قرار دیا جاسکتا ہے ؟

نجدی۔ اس تقریر سے گو یہ وجہ میری بالکل لایعنی ثابت
ہوگئی ہے اور میں اس کی لغویت کو دل سے مانتا بھی ہوں لیکن مولویت
کا اصل اور مرزا صاحب کی مخالفت اور احمدی سے مغائرت مجھے
زبان سے اقرار جہالت ولغویت کرنے سے مانع ہے لہذا میں تو یہی
کہے جاؤنگا کہ میں نے جو کچھ وجہ اول وثانی میں کہا ہے سب درست
ہے اور تمنے جو جواب اس کا دیا ہے وہ سب غلط ہے اگر ایسا کہوں
تو یہودیت کو بٹہ لگتا ہے

احمدی۔ بیشک تم نے حق یہودیانہ پورا ادا کیا لیکن بفضل خدا
تمہاری رگ یہودیت کو انشاء اللہ کاٹ کر دکھاؤنگا۔ اچھا اب
تم یہ بتاؤ کہ ۲۵ اپریل سنہ کے بدر میں جو الہام اجیب کل
الدعاء ہے وہ کس تاریخ کا الہام ہے اور اس کے کیا
معنی ہیں؟

نجدی۔ یہ الہام اشتہار متنازعہ مورخہ ۱۵ اپریل سنہ
والے سے بعد کا ہے اور ۲۵ اپریل سنہ کا ہے اس کے معنی
ہیں کہ میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمالی (تاریخ قادیان صفحہ ۲۵)

احمدی۔ یہ تم جھوٹ کہتے ہو کہ ۱۵ اپریل سے بعد ۲۵ اپریل
کو یہ الہام ہوا تھا دیکھو یہ الہام الحکم مورخہ ۱۷ اپریل و بدر ۱۸ اپریل
سنہ صفحہ ۲ و ۳ یعنی ۲۵ اپریل سنہ سے پہلے شائع ہو چکا تھا
اور ہر دو اخبارات میں ۱۴ اپریل کی تاریخ دیکر الہام مذکور مشتہر

ہوا تھا اور اس کے نیچے ہی ہر دو اخبارات میں یہ ترجمہ بھی درج ہے کہ "میں دعا کرنیوالے کی دعا قبول کرتا ہوں" اب کہو کہ ۲۵ اپریل کا یہ الہام ہے یا ۱۴ اپریل کا؟ یہ خوب سمجھ لو کہ بدر مورخہ ۲۵ اپریل والی تقریر میں جس الہام کا ذکر ہے وہ ۱۷ و ۱۸ اپریل کو اندراج تقریر سے آٹھ نو دن پہلے شایع ہو چکا تھا۔ لہٰذا وہ ۲۵ اپریل ۱۹۰۸ء کا تو کسی طرح بھی نہیں قرار دیا جاسکتا یہی وجہ ہے کہ نہ تو تمہارے منصف سیالکوٹی میر نے نہ خود تمنے نہ تمہارے پیر نابالغ ثالث نے ہماری اس دلیل کا کوئی جواب دیا تمہارے دعوے کا سارا مدار ہی اس الہام کے ۲۵ اپریل ۱۹۰۸ء کو ہونے پر تھا اس کے جواب سے خاموشی معنی دارد کہ در گفتن نمی آید۔

نجدی۔ یہ صحیح ہے کہ تمہارے اس استدلال کا جواب جو تم نے تاریخ الہام کے متعلق اپنے پرچہ نمبر ۲ میں درج کیا تھا اور وہ رسالہ فاتح قادیان کے صفحہ ۲۳ سطر ۲ لغایت ۷ میں موجود ہے نہ میری طرف سے نہ میرے منصف کی جانب سے نہ نادان ثالث کے فیصلہ میں دیا گیا ہے نہ آجتک ہی کچھ اسکا جواب ہم سے بن پڑا ہے مگر عدم جواب کی وجہ سے استدلال کا محکم ہونا نہیں ہے بلکہ ہماری حواس باختگی اور منصف کی جانب داری اور ثالث کی نادانی اسکا باعث ہے اسلئے آج ہم اسکا جواب دیتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اس میں کچھ شک نہیں کہ بدر و الحکم میں ۱۳-۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء کی درمیانی شب میں ہی

کا ہونا شایع ہو چکا ہے لیکن ہم نہیں مانتے کہ یہ الہام ۱۴ اپریل کو ہوا تھا بلکہ ضرور یہ الہام ۲۵ اپریل کو ہی ہوا ہے۔ دیکھو یہ کیا لاجواب جواب ہے؟ جسکی تردید ہی ناممکن ہے۔

احمدی۔ واقعی انکار کا کوئی جواب نہیں اور نہ اس کی تردید ممکن ہے۔ لیکن تمہارا عجز اور بیحیائی تو اس جواب سے مبرہن ہے کہ ہم تو ایک مسلمہ دستاویز جس کی بنا پر تم نے اپنے دعوے کا ثبوت قرار دیا تھا پیش کر کے تمہارے دعوے کی بیخ اکھاڑتے ہیں اور تم محض انکار اور قیاس فاسد سے واقعات صحیحہ ثابتہ کی تردید کرتے ہو۔ اگر محض انکار ہی کسی واقعہ صحیحہ کے غلط قرار دینے کی دلیل ہو سکتا ہے تو ہم بھی یہ کہتے ہیں کہ اشتہار متنازعہ ۱۰ اپریل کو لکھا گیا تھا اور الہام مذکور ۱۴ اپریل شنہ کو ہوا تھا اور جن اخبارات مورخہ ۱۸ اپریل شنہ میں یہ الہام اور اشتہار مذکور شایع ہوئے ہیں وہ ۱۷ اپریل شنہ کو شایع کئے گئے تھے جو تردید تم اس کی کرو گے وہی ہماری طرف سے اپنی لغویت کا جواب سمجھ لینا

بھائی میں بتاتا ہوں کہ اشتہاروں کے رکھنے کا اور اشاعت کا طریق کیا ہوتا ہے۔ ۱۵ تاریخ کا اشتہار ہے اور ۱۷ تاریخ کو الحکم میں شایع ہوتا ہے اخباروں کے مطالعہ کرنے والے خوب جانتے ہیں کہ ہندوستان اور وطن کی تاریخ اشاعت جمعہ ہے مگر جمعرات کو پہنچ جاتے ہیں لہذا ۱۷ تاریخ کے الحکم کو ایک روز پہلے میں دیدیا

ہوئی ہوگی۔ یہ سب ڈیری ملا کر ۱۲ کی ڈائری اسی اخبار الحکم
مین لکھی گئی ہوگی اور وہ مرزا صاحب کی لکھی ہوئی ہے بھلا غور
فرمائیے کہ پندرہ کا اشتہار کتابت کب ہوا۔ پریس مین
کب گیا اور پھر کب چھپکر تقسیم ہوا۔ ۱۸ تاریخ والا اخبار
کم سے کم ۱۲ تاریخ کو لکھا جاتا ہے (پرچہ ثنائی عت فاتح
قادیان صہ) پس اشتہار ۵ اپریل سنہ سے پہلے مرزا صاحب نے
لکھا ہوگا تب ہی تو ۱۸ کے الحکم مین شائع ہوا۔

احمدی۔ اس تمام مہمل کلام اور بے ربط و غیر مسلسل کلام اس کو
چو دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہین رکھتی عقل سلیم سمجھنے سے عاری ہے
خصوصًا فقرہ مائے نہایت ہی بے معنی اور نرا ہذیان ہے امرتسری ثنا اللہ
کی قادر الکلامی اور فضیلت کی خاص دلیل یہ عبارت ہے۔ ناظرین پہلا پرچہ
تو ویسے سوت بچارے امرتسری اصلاح و درستی کے بعد گھر سے لکھکر
دیا تھا یہ دوسرا پرچہ جسکو مباحثہ مین خود نہین لکھ سکا لکھا تقریر کرکے
لکھوایا تھا اسیری آپ کی قابلیت کا پردہ فاش ہو گیا ہے جس مجہول کو
اردو عبارت اور ملکی زبان مین اپنا مافی الضمیر ادا کرنے کی لیاقت نہین
وہ بیچارہ سلسلہ سلطان القلم پر معترض ہو۔ این چہ بو العجبی است ع

طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم

پھر اس کج مج بیانی پر دعوی یہ کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ تف
ہے اس فخر پر حماقت جہالت پر ثنائی کمیٹی کا کوئی جہل مرکب ہے جو اپنے

پریسیڈنٹ اجمل کی منقولہ صدر یاوہ سرائی کا مطلب بیان کر سکے ہے؟
ذرا ربط و تعلق و سلسلہ کلام کو تو ملاحظہ فرمائیے اس بیان میں بڑی شیخی
دعوی تو یہ کیا کہ میں اشتہاروں کے لکھنے اور اشاعت کا طریق بتاتا ہوں اور طریق
بتایا کہ ۱۵ کا اشتہار ۱۷ کے اخبار میں شایع ہوتا ہے ،، ہندوستان
اور وطن بد اخبارات تاریخ اشاعت سے ایک دن پہلے پہونچ
جاتے ہیں ۲۰ تاریخ والا اخبار ۱۲ تاریخ کو لکھا جاتا ہے وغیرہ من
الہفوات ،، معلوم نہیں کہ اس یاوہ گو سے کس نے تو یہ پوچھا تھا کہ
اشتہاروں کے لکھنے اور اشاعت کا طریق کیا ہوتا ہے اور اگر
بغیر پوچھے اور بے ضرورت ہی اس کو بیان کرنے کھڑا ہوا تھا تو بتایا
ہوتا کہ اس طرح اشتہار لکھا کرتے ہیں اور اس طریق سے شایع
کیا کرتے ہیں اس غیر متعلق اور غیر مربوط کورس کا مطلب کیا ہوا کہ
وطن اور ہندوستان بجائے جمعہ کے جمعرات کو ہی پہونچ جاتے ہیں ۔
کس نے پوچھا تھا کہ وطن اور ہندوستان کب شایع ہوتے ہیں
اور کب خریداروں کے پاس پہونچتے ہیں ۔ یہاں پر تو گفتگو یہ تھی
کہ حضرت مرزا صاحب علیہ السلام نے جو اشتہار اخبار بدر و الحکم
کے ذریعے ۱۵ اور ۱۸ اپریل کو شایع کیا ہے وہ ۱۵ اپریل کو حضرت
ممدوح نے ارقام فرمایا تھا اسکو وطن یا کسی اخبار کے ایک روز پہلے
پہونچنے سے یا ۱۸ کے اخبار کو ۱۷ تاریخ کو مل جانے یا ۱۵ کے اشتہار
کو ۱۷ کے الحکم میں درج ہونیسے یا الحکم کے ایک روز نہیں دیر ہونیسے

تہا۔ ؟ اب ذیل کے ثنائی سوال کا جواب بہی حل ہو گیا۔ کیونکہ
جس صورت میں حضور انور فداہ جسمی وروحی نے نہ مضمون متنازعہ
کو خدائی حکم سے آخری فیصلہ کہکر شائع کیا ہے۔ نہ خدا نے اس
طریق فیصلہ کی قبولیت کا کوئی وعدہ فرمایا تہا۔ نہ ثناء اللہ نے کبہی
اس اشتہار کو فیصلہ الٰہی ظاہر کر کے خدائی حکم قرار دیا تہا۔ تو
پہر اس سوال کا موقعہ ہی کیا رہا۔ جو نیا دجل سنا دیا کہ

دجل چہارم۔ ناظرین آپ لوگ ان دجاجلہ سے
ایک ہی بات پوچھو۔ کہ مولوی ثناء اللہ کا حکم خدائی حکم پر غالب
ہے۔ یا خدائی حکم مولوی ثناء اللہ پر غالب ہے؟ صورت
اول تو ایمان سے دور ہے۔ صورت ثانیہ میں قطعی فیصلہ
ہے۔ فالحمد للہ یہی ایک سوال ہے جو مدار فیصلہ ہے۔
بلفظہ اہل حدیث ۱۷ نومبر سنہ ۱۹۱۱ء صہ ۲ و رسالہ دعا
مرزا صہ ۱۴

یہ بالکل مجنونانہ بڑ ہے۔ نہ کسی نے احمدیوں میں سے یہ کہا کہ ثنائی انکار
سے خدائی حکم ٹل سکتا ہے۔ نہ یہ لکہا کہ خدائی حکم پر ثنائی انکار غالب
آسکتا ہے۔ یہ تمہارا دجل ہے اور افترا ورنہ بتاؤ کہ کہاں اور کب
احمدیوں میں سے کسی نے ایسا کہا ہے؟ کیوں خواہ مخواہ انجمن
کاذبین کی سکرٹریت کا اظہار کئے جاتے ہو۔ شرم کرو اور ڈوب
مرو۔ یا صورت ثانیہ کہ خدائی حکم مولوی ثناء اللہ پر غالب ہے؟

جو ثابت شدہ ہے اس پر ایمان لاؤ۔ اور وہ اس طرح ہے۔ کہ
خدائی حکم ویمدھم فی طغیانھم یعمھون اور من کان فی الضلالۃ
فلیمدد لہ الرحمن مدًّا۔ یعنی گمراہوں اور سرکشوں کو خدا مہلت
دیتا ہے " اہل حدیث ۲۶ اپریل ۱۹۰۷ء و ۱۵ مئی ۱۹۰۷ء ص ۹
مولوی ثناء اللہ پر غالب آیا۔ اور اس کو حسب قانون خدائی
مسلمہ ثنائی مہلت دی گئی۔ یہی ایک سوال مدار فیصلہ تھا جو بحمد اللہ
ہمارے حق میں اور تمہارے خلاف فیصل ہوا۔ بولو ٹھیک ہے نا۔
یہ مضمون بفضل خدا تعالیٰ مکمل ہو گیا۔ اور احباب کا سخت تقاضا
ہے کہ "فیصلہ الٰہی و ثنائی روسیاہی" بہت جلد شائع کیا جاوے اسلئے
ہم اس کو شائع کر دیتے ہیں مگر ایک اور طریق سے بھی ثنائی تصویر کا دوسرا
رخ ہم دکھانا چاہتے ہیں جس کو انشاء اللہ اس کے بعد عنقریب ہی ناظرین
کے سامنے پیش کرینگے اور اسکا نام "فیصلہ خدائی اور ثنائی بے حیائی" ہوگا۔ فانتظروا
اب اس مضمون کو ہم ایک انعامی چیلنج کے ساتھ بغرض اتمام الحجت علی المخالفین
نکالتے ہیں تاکہ ثناء اللہ کو براہ فرار بالکل بند ہو جائے اور تاوقتیکہ اس
چیلنج کو قبول نکرے دین و دنیا میں روسیاہ ہو کر رہے میں اپنے قادر قیوم خدا کا
بے انتہا شکریہ ادا کرتا ہوں جسنے مجھ جیسے ناتوان ضعیف انسان حقیر پرتقصیر کو
"ثنائی روسیاہی" لکھنے کی توفیق عطا فرما کر آسمان سے میری تائید فرمائی مگر
یہ خوبیاں ہیں سب اُسی جان جہاں کی ۔ ورنہ میری بساط ہے کیا اور کیا ہوں میں
شیطان سے جنگ کرینگے جان تک لڑونگا ۔ یہ عہد ذات باری سے اب کر چکا ہوں میں

الحق کے مقابلہ مین الباطل کی ضرورت ہوتی ہے جسکا سر پھوڑا جائے جیساکہ ارشاد الہی ۱۷ سپارہ مین ہے کہ لقذف بالحق علی الباطل فید مغہ فاذا ہو زاہق یعنی ہم پھینک مارتے ہین الحق کو الباطل پر پھر وہ الباطل کا سر پھوڑتا ہے تب الباطل رفو چکر ہوتا ہے" اس قانون کے مطابق الباطل کے حامی جو بدیہی امور کا انکار کرنے پر بھی عالم دین کہلاتے ہین الحق کے مقابلہ مین حیوان بشکل انسان دنیا مین موجود ہین۔ ناظرین آپ نے اس مختصر بحث سے جو اوپر ہو چکی ہے یہ سمجھ لیا ہوگا کہ ۱۵ اپریل والے اشتہار کو (جو اسی تاریخ کے حوالہ سے دو اخبارون الحکم و بدر مین شایع ہو چکا ہے اور جسکا اصل مسودہ بھی بجنسہ مطابق اخبارات مذکور موجود ہے جسکا ملاحظہ ناظرین کے لئے عکس لیکر شامل رسالہ ہذا کر دیا ہے اور اصل اپنے پاس محفوظ رکھا ہے) الباطل کا حامی امرتسری محض قیاس فاسد سے ۱۵ اپریل سے پہلے کا ثابت کرنیکی کوشش بے سود کرتا ہے جبکہ امرتسری کو الہام مندرجہ تقریر بدر مورخہ ۲۰ اپریل سنہ ۱۵ اپریل سے بعد کا ثابت کرچکا ہے یا کر سکتا ہے وہ اشتہار کی تاریخ ۱۵ اپریل ہونے سے کیون ڈرتا ہے ۱۔ اس سے او سے کیا نقصان پہونچتا ہے ؟ ظاہر ہے

مفتری امرتسری کے پاؤن تقرر ...

جو دیکھکر اور بدر و الحکم مین ۱۴ ...

ہونا پر ٹہرا دیکر کے کیونکہ تقریر اور الہام کا تاریخ اشتہار سے ایک یوم پیشتر ہونا اوسکے دعوے کو بیخ و بن سے اکہاڑ چکا تھا بدین وجہ بیچارہ خدا کا مارا الغریق یتشبث بالحشیش تنکے کے سہارے جان بچاتا ہوا اور اپریل تاریخ اشتہار سے انکار کیے جاتا ہی اور نہین سمجھتا کہ تقریر مندرجہ ڈائری کو ایک نامعقول عذر سے کہ یہ تاریخوار نہین جھٹلانا جو کہ سخت ہی قابل شرم اور اوسکی علمی قابلیت پر سیاہ داغ ہی اوس حالت مین کیا نتیجہ خیز ہوگا جس حالتمین کہ اصل الہام جسکا ڈائری مین ذکر ہے ۱۳ اپریل کو وہ اخبار مین لکہا جا کر اشاعت تقریر کے ایک ہفتہ پہلے مشتہر ہو چکا ہے پس الہام کا ۱۴ اپریل کو بتانا اور اشتہار کا اوس سے بعد لکہا جانا اور تقریر مندرجہ ڈائری کا ۱۴ اپریل وقت عصر کو فرمانا خود تقریر مین ہی ۱۳-۱۴ اپریل کی درمیانی شب کو الہام مذکور کے نازل ہونے پر اشارہ پایا جانا یہ سب امور بدیہی ہین نہ کہ نظری - ان بدیہیات سے انکار انسان تو نہین کریگا کوئی وہابی کرے تو تعجب نہین بہر حال اس بحث کو مختصراً ہم نے اس جگہ بہ ضرورت لکہدیا ہے مفصل اور مکمل لدہانہ کے مباحثہ پر ریویو انشاء اللہ "فیصلہ سکتا شاہی کی خدا سے دادخواہی" نام رسالہ مین لکہا جائیگا یہاں پر صرف اتنا عرض کرکے کہ اس اشتہار متنازعہ کو امرتسری خارج از تحقیق نے کبھی پیشگوئی کہا ہے اور کبھی مباہلہ بتایا ہی اور کہین صرف دعا فیصلہ لکہا ہی [illegible] محمدی [illegible] وقت یہ چودہوین صدی کا گرگٹ بدلتا رہا ہے کہ پہونچنے سے [illegible] ہم [illegible] پیش کریگا اور اب تو قیامت تک کو [illegible] الحکم مین درج ہو چکا ہے [illegible]